ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

بیادگار:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

یکم رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ
۲۲ نومبر ۱۹۶۸ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترتیب: جامع شریعت وطریقت وقار العلماء والصلحاء حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری مدظلہ العالی

۳- جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمتیں ملیں تو الحمد للہ کہے اور اللہ تعالے کا شکریہ ادا کرتا رہے
۴- اگر چھوٹا بڑا گناہ ہو جائے تو توبہ کرے اور اللہ تعالے سے مغفرت اور بخشش مانگے

بیٹے کی موت پر صبر

عن مطرف ابن عبداللہ ابن شخیر رضؓ انہ مات ابنہ عبداللہ ومخرج و ھو مترجلٌ فی ثیاب حسنۃ فقیل لہ فی ذالک فقال قد وعدنی اللہ علیٰ مصیبۃ ثلاث خصال کل خصلۃ منھا احب الیّ من الدنیا کلھا قال اللہ تعالیٰ و بشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا الآیۃ

ترجمہ: حضرت شخیر کا بیٹا عبداللہ وفات پا گیا۔ عبداللہ کے باپ کو لوگوں نے دیکھا کہ نہایت عمدہ لباس پہن کر جا رہے ہیں۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے بیٹے کی موت کے بعد بہت ہی جلدی مسرت اور راحت کا لباس پہن لیا۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالے نے بندوں کے ساتھ مصیبت پر صبر کرنے کے عوض میں تین نعمتیں دینے کا وعدہ فرمایا ہے میں اللہ تعالے کے اس عطیۂ عظیم کو نہایت خوشی کے ساتھ قبول کرنا چاہتا ہوں۔ (۱) پہلا انعام اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبر کرنے والے پر یہ ہے۔ کہ اس کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں (۲) اللہ تعالے ان پر صلوٰت نازل فرماتا ہے (۳) صبر کرنے والے اللہ کی نظر میں ہدایت پانے والے تسلیم کئے جاتے ہیں۔

حق بات چھپانے والے عالم کی سزا

عن انس بن مالکؓ رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کتم علماً مما ینفع اللہ بہ الناس فی امر الدین الجمہ اللہ تعالیٰ یوم القیامۃ بلجام من نار۔

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حق کی بات کو چھپاتا ہے۔ جس کے چھپانے سے لوگوں کے ایمان اور عمل میں نقصان ہوتا ہے۔ اور ظاہر کرنے سے لوگوں کے ایمان اور عمل میں فائدہ پہنچ سکتا ہے تو اللہ تعالے ایسے حق چھپانے والے کو قیامت کے دن آگ کی لگام چڑھا کر جہنم میں پہنچاتے گا۔

رشوت، سود، دختر فروشی اور بردہ فروشی کا عبادت پر اثر

عن ابن عباس رضؓ قال تلیت ھذہ الآیۃ یا ایھا الناس کلوا مما فی الارض حلالاً طیباً عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقام سعد ابن ابی وقاص فقال یا رسول اللہ ادع اللہ ان یجعلنی مستجاب الدعوۃ فقال یا سعدؓ اطلب مطعمک تکن مستجابۃ الدعوۃ والذی نفسی بیدہ ان الرجل لیقذف اللقمۃ الحرام فی جوفہ فما یتقبل اربعین یوم وایما عبد نبت لحمہ من السحت والربوا فالنار اولیٰ بہ۔

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دوسرے پارے کی یہ آیت تلاوت کی گئی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ فاتح مصر نے درخواست کی کہ یا رسول اللہ! میرے لئے دعا فرمایئے کہ میں جو بھی دعا مانگوں اللہ تعالے قبول فرمائے۔ (حضرت سعدؓ کو یہ مقام نصیب ہوا کہ ان کی ہر دعا قبول ہوتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ کی برکت سے وہ مستجاب الدعا تھے) آپؐ نے فرمایا۔ اے سعدؓ! اپنا کھانا پینا حلال اور طیب بنا لے تیری دعائیں اللہ تعالے کے ہاں قبول ہوں گی۔ پھر جنابؐ نے فرمایا کہ مجھے قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اگر کوئی مسلمان حرام کا ایک لقمہ اپنے پیٹ میں ڈالے تو چالیس دن اس کی نیکیاں قبول نہیں ہوتیں۔ اور جو بھی مسلمان سود، رشوت، دختر فروشی کی آمدنی سے موٹا تازہ ہوگا وہ جہنم کی آگ کے بہت قریب ہوگا۔

دین میں تشدد اور حد سے بڑھنا شرعاً گناہ اور ناپسندیدہ ہے

عن مسعودؓ انہ اتی بضرع وصلح وجعل یاکل فاعتزل رجل من القوم فقال ابن مسعودؓ ناولوا صاحبکم فقال لا اُرید فقال اصائم انت قال لا قال فما شانک قال حرمت ان اکل ضرعاً ابداً فقال ابن مسعودؓ ھذا من خطوات الشیطن فاطعم وکفر عن یمینک۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضؓ کے سامنے دودھ گوشت پیش کیا گیا۔ آپ اپنے رفیقوں کے ساتھ مل کر کھانے لگے۔ ایک جوان مجلس سے علیحدہ ہو کر بیٹھا۔ حضرت ابن مسعود رضؓ نے فرمایا کہ اس ساتھی کو بھی کچھ دے دو۔ نوجوان نے کہا میں نہیں کھانا چاہتا۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا۔ کیا روزہ ہے؟ کہا نہیں۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا۔ پھر کیا بات ہے۔ نوجوان نے کہا۔ میں نے اپنے اوپر دودھ گوشت حرام کر رکھا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا۔ ایسی قسم اور حلال چیز کو حرام کر کے چھوڑ دینا شیطانی کاموں میں سے ہے۔ کھانا کھا لے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

جلد ۱۴	یکم رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۲ نومبر ۱۹۶۸ء	شمارہ ۲۹

قومی سرمایہ کا نقصان کسی حالت میں نہیں ہونا چاہیئے

پچھلے چند روز سے ملک کے بیشتر حصّوں اور تقریباً تمام بڑے شہروں سے طلباءِ عزیز کے ہنگاموں اور ملکی املاک کے نقصانات کی خبریں آ رہی ہیں۔ طلباءِ عزیز کے مطالبات سے قطع نظر کہ وہ صحیح ہیں یا نہیں ہر باشعور اور ہوشمند شخص قومی املاک کے نقصان اور تشدّد آمیز رویّے کی بہر حال مذمت کرے گا۔ کیونکہ یہ نقصان کسی شخصِ واحد کا نقصان نہیں بلکہ ساری قوم اور ملک کا نقصان ہے —— لاہور بس سروس کے کارپردازوں نے اس صورتِ حال پر بڑے لطیف اور پیارے انداز میں طنز کی تھی اور صحیح کہا تھا کہ ان بسوں میں جن کو جلایا جا رہا ہے نہ صدر ایوب سفر کرتے ہیں اور نہ ہی یہ جناب بھٹو کے استعمال میں آتی ہیں بلکہ ان میں قوم کے غریب اور درمیانے طبقہ کے لوگ سفر کرتے ہیں اور ان کو نقصان پہنچانا گویا عوام کو نقصان پہنچانے کے مترادف اور اس قومی سرمائے کا ضیاع ہے جو غرباء اور درمیانے طبقہ کے لوگوں کے کام آتا ہے —— ہمارے خیال میں یہ صورتِ حال نہ ملک و قوم کے لئے بہتر ہے، نہ اربابِ اقتدار کے حق میں مفید ہے اور نہ ہی اس سے ہمارے عزیز طلباء ہی کو کوئی فائدہ یا نفع پہنچ سکتا ہے —— اس لئے اسے ہر حالت میں اور ہر طبقے کی طرف سے ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جانا چاہیئے۔ ہم اپنے عزیز طالب علموں کو مشورہ دیں گے کہ وہ اپنے جائز مطالبات پڑھے لکھوں کی طرح قانونی اور دستوری انداز میں پُرامن طریقے سے منوانے کی کوشش کریں۔ اور اس صورت میں ملک و قوم کی آواز ان کی پشت پر ہو گی لیکن موجودہ صورتِ حال اور توڑ پھوڑ کی پالیسی کا کوئی عقلمند انسان اور ملک و ملّت کا بہی خواہ ہرگز حامی نہیں ہو سکتا۔ اب تمام یونیورسٹیاں اور تعلیمی ادارے تقریباً بند پڑے ہیں اور ظاہر ہے اس سے بے حد تعلیمی نقصان ہو رہا ہے جس کی تلافی ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوگی۔ ملک و قوم اور والدین کا اثاثہ ضائع ہوگا اور طلباء کا تعلیم میں محنت سے جی اچاٹ ہو جائے گا اور بالآخر اس کا اثر امتحانات کے نتائج اور ملک کی مالی اور تعلیمی حالت پر پڑے گا —— ہمیں یقین ہے کہ باشعور طلباء اس صورتِ حال کو پسند نہیں کرتے اور ان میں اشتعال بعض عاقبت نااندیشوں کی وجہ سے پیدا ہو گیا تھا —— ہماری رائے میں اس اشتعال کی بنیادی وجہ راولپنڈی کے ضلعی سربراہوں کی بے تدبیری ہے جنہوں نے طلباء کے جوش کے مقابلہ میں ہوش سے کام نہیں لیا اور تشدد سے کام لیا جس کا فائدہ حکومت سے اختلاف رکھنے والوں نے پوری طرح اٹھایا۔ آخر لاہور کے طلباء میں بھی کچھ کم جوش و خروش نہیں تھا لیکن لاہور کی ضلعی انتظامیہ کی معاملہ فہمی اور حکمتِ عملی نے حسنِ تدبیر سے صورتِ حال کو کنٹرول میں رکھا اور بات کو بڑھنے نہیں دیا۔ اگر یہی پالیسی راولپنڈی کی ضلعی انتظامیہ پہلے دن اختیار کرتی تو ہنگاموں کی آگ ملک بھر میں نہ پھیلتی —— ہم حکومت سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس معاملہ میں حسنِ تدبیر سے کام لے اور طلباء سے شفقت کا برتاؤ کرے کیونکہ یہ بھی ملک و قوم کا بہترین سرمایہ ہیں اور مستقبل کی باگ ڈور انہیں کے ہاتھ میں ہو گی۔ اگر قومی املاک کا نقصان بدترین فعل ہے تو اس قومی سرمایہ کا ضیاع بھی کسی طرح مستحسن نہیں۔

ان گذارشات کے ساتھ ہم لاقانونیت کی ہر شکل کی مذمت کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ تمام معاملات خوش تدبیری سے سلجھائے جائیں گے اور عوام کے مطالبات پر ہمدردانہ غور کیا جائے گا

کیمیائے سعادت

آ —— اے ماہِ مبارک

رمضان المبارک کا مقدس مہینہ سروں پر سایہ فگن ہے، رحمتِ الٰہی کے دروازے سعید اور نیک روحوں کے لئے کھُل چکے ہیں۔ مغفرت کی صدائیں عرش سے فرش تک بلند ہیں۔ اے خطاکار انسان! تو اب بھی اپنی خطاؤں سے باز آ جا۔ اے رحمتِ الٰہی سے نااُمید انسان! آ اور آستانہ الٰہی پر جھک کر اپنی خطاؤں کا اعتراف کر، کان نہ پکڑ، زبان سے توبہ توبہ نہ کر، قلب کو بدل دے، روح کو انابت کے پانی سے دھو دے وعدہ کر اور اس پر قائم رہ کہ آئندہ تیری زندگی معصیت کی نہ ہو گی۔ تیرے آئندہ سانس گناہوں سے آلودہ نہ ہوں گے۔ تیرے عمل میں بغاوت نہ ہو گی۔ اور تیرے قول میں دھوکہ نہ ہوگا، تُو اللہ کا ہو جا، تُو اللہ کو اپنا بنا لے، تُو اپنے رب کو راضی کر اور ایک ماہ کی قربانی کے لئے آمادہ ہو جا، تُو نے گیارہ ماہ تک خوب کھایا پیا، تُو نے اس عرصہ میں خدا کی ہر نعمت سے فائدہ اٹھایا۔ اے خدا کی رزّاقی پر ایمان رکھنے والے! بارہ تیرہ گھنٹوں کے لئے منہ بند کر لے اور دیکھ کہ بھوک اور پیاس میں کیا لذّت ہے، یہ معلوم کر کے کہ بارہ مہینے بھوکے رہنے والوں پر کیا گذرتی ہے اور بھوک کی خلش سے روح و دماغ کا حُلیہ کس طرح بگڑتا ہے۔ خدا کی رحمت ہو روزہ داروں پر، خدا کی مغفرت ہو رجوع کرنے والوں پر، خدا کی برکتیں نازل ہوں ان مسلمانوں پر جو اخلاص کی بھٹی میں جل کر کندن بنا چاہیں اور جن کا روزہ محض خدا کے لئے ہو اور جو ان کی روح کو تقوٰے کے لباس سے ملبوس کر دے۔

متاعِ گمشدہ اللہ کی کتاب اللہ کا قول اس طرح پیش کرتی ہے:۔

یاایھا الّذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلّکم تتّقون۔ اے اہل ایمان! جس طرح پہلی قوموں پر روزے فرض کئے گئے ہیں اور مقصد یہ ہے کہ تمہارے اندر تقوٰی پیدا ہو۔

روزہ کا مقصد تقوٰے ہے یعنی ضبطِ نفس اور خشیتِ الٰہی کا ایسا ملکہ کہ گناہوں پر انسان کی دلیری ختم ہو جائے اور اسے نظر آنے لگے کہ خدا ہے، خدا دیکھ رہا ہے

(باقی صـ۱۷ـ پر)

مجلسِ ذکر ۲۲ر شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۴ر نومبر ۱۹۶۸ء

عمل سے زندگی بنتی ہے جنّت بھی جہنّم بھی

از: حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم —— مرتبہ: محمد عثمان غنی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الّذین اصطفیٰ: امّابعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم:—
بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم:—

وَالْعَصْرِ ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ (پ ۳۰ س العصر)

ترجمہ: زمانہ کی قسم ہے بے شک انسان گھاٹے میں ہے مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے اور حق پر قائم رہنے کی اور صبر کرنے کی آپس میں وصیّت کرتے رہے۔

امراضِ روحانی کا علاج اور پرہیز

حضرت رحمۃ اللہ علیہ امراضِ روحانی گن کر بتایا کرتے تھے۔ عُجب، حسد، کبر، جاہ طلبی، زر پرستی اور دوسروں کی غیبت —— یہ ساری امراض اولیائے کرام کی صحبت میں بیٹھ کر اس طرح دُور ہو جانی چاہئیں اور ہو جاتی ہیں۔ جس طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں جا کر صحابۂ کرام رضؓ کی دُور ہوئیں۔ وہ دَور ایسا تھا کہ آپؐ کی صحبت میں جاتے ہی آپؐ کی نظرِ کیمیا کے اثر سے تمام امراضِ روحانی سے نجات مل جاتی تھی لیکن اب ریاضت سے، محنت سے، کثرتِ ذکر اللہ سے بھی میسّر آ جاتے۔ تو یہ بھی بہت بڑی غنیمت ہے —— حضرت رحمۃ اللہ علیہ مثال دے کر فرمایا کرتے تھے کہ عرب کو عربی زبان سیکھنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ اس کی مادری زبان عربی ہے۔ ایسا ہی جیسا کہ اردو اور پنجابی آپ کی مادری زبان ہے۔ عربوں کو اردو سیکھنی پڑے گی۔ جیسا کہ آپ کو عربی سیکھنی پڑتی ہے۔ اسی طرح حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضِ صحبت سے نجات ہو جاتی تھی۔ اب علاج اس کا ذکر اللہ ہے اور پرہیز ہے۔ صحبتِ بد سے بچنا، کفار و مشرکین کی صحبتِ بد سے بچنا، مشتبہ اور حرام اکل و شرب سے بچنا۔

ذاکرین کے لئے خوشخبری

مَیں چھوٹی سی ایک بات کہتا ہوں کہ کم از کم دس تسبیح اَللّٰہ ھُوْ کی پہلے مبتدی بچے کو یا ابتدا کرنے والے طالبِ صادق کو سکھائی جاتی ہیں —— اسمِ ذات اَللّٰہُ۔ اللہ کا ذاتی نام ایک ہے اور صفاتی نام ۹۹۔ وہ دنیا ستّر آخر مشہور ہے، آپ نے سنا ہوگا اَضْعَافاً مُّضَاعَفَۃ اللہ نے قرآن میں فرمایا۔ جتنا چاہیں نیکی کا اجر عطا فرمائیں کم از کم دس گنا تو ضرور ہی ہے۔ اب مَیں کہتا ہوں اسمِ ذات اَللّٰہ ایک دفعہ آپ کہیں یا الٓمّٓ پڑھتے ہیں الف پر دس، لام پر دس، میم پر دس آپ کو نیکیاں ملتی ہیں۔ اور روزانہ جس قدر آپ قرآن پڑھتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں اور اللہ کا نام لیں تو ایک اللہ کہنے پر دس گنا اجر ملتا ہے اور دس تسبیح پڑھتے ہیں تو ایک ہزار ہو گیا۔ تو دس ہزار تو یہی نیکیاں ہو گئیں۔ قیامت کے دن اگر آپ کی نیکیاں اور گناہ تُلیں تو ایک روز کے فرض کیجئے آپ کی نیکیاں اور گناہ، باقی نمازیں، روزے، خیرات، صدقات الگ چھوڑ دیجئے، ایک ذکر اللہ جو نفلی ہے یہی دس تسبیحیں اگر کسی نے کر لیں تو دس ہزار جو آپ کو نیکیاں ملیں گی (کم از کم۔ زیادہ اللہ تعالیٰ جتنا عطا فرمائیں، کوئی بھی گناہ کر لے، کم از کم روزانہ دس ہزار گناہ کرنے سے رہا۔ چوبیس گھنٹوں میں ناممکن ہے کہ ایک انسان دس ہزار گناہ کرے۔ اس لئے مَیں کہتا ہوں کہ جو نماز پڑھنے والا مسلمان ہے، جو نیک اعمال پر قائم رہنے والا مسلمان ہے، جو ذاکر مسلمان ہے یقیناً کبھی جہنم کی شکل بھی نہیں دیکھے گا، کبھی جہنم کی ہوا بھی اسے نہ چھوئے گی سیدھا جنّت میں جائے گا۔ انشاء اللہ۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کا وعدہ سچّا ہے —— وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ط (پ ۸ س الانعام ع ۱۴ آیت ۱۱۵) اس کا وعدہ سچا ہے وہ انتہائی حد تک سچّا ہے۔ اس سے زیادہ انصاف اور سچی بات کا تصوّر بھی نہیں کر سکتے۔ اب مَیں یہ کہتا ہوں کہ فرض کیجئے آپ پانچوں نمازیں پڑھتے ہیں، رمضان کے زمانے میں روزہ بھی رکھتے ہیں، تہجّد بھی اگر اللہ تعالےٰ توفیق دے تو پڑھتے ہیں، قرآن کی تلاوت بھی کرتے ہیں، تراویح کی بیس رکعات آپ پڑھتے ہیں باقی عبادتیں چھوڑیئے، ایک روزہ ہی آپ کی نجات کے لئے انشاء اللہ کافی ہے۔ لیکن ہونا یہ چاہئے کہ یہ سارے عمل اعمال کرنے کے ساتھ خدا پر کسی قسم کا احسان نہ رکھیں بلکہ اللہ کی رضا پر سب کو چھوڑ دیں ؎

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حسابِ کم و بیش را

ریاءُ النّاس سے بچیئے

عبادت پوری کیجئے لیکن اس پر گھمنڈ نہیں ہونا چاہئے یہ تکبّر و غرور ہی ہے اور ریاء النّاس اس میں سب سے بڑی مہلک چیز ہے۔ لوگوں کو دکھانے کے لئے نماز، صدقہ، خیرات، ذکر اذکار۔ کہ

(باقی ص ۱۵ پر)



۲۲ر شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۵ر نومبر ۱۹۶۸ء

رمضان المبارک کی بابرکت ساعتوں سے فائدہ اٹھائیے

اور

رضاء ایزدی کا تمغہ حاصل کیجئے

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی : اما بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم :-
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۝
(پ ۲ س البقرہ آیت ۱۸۳)

ترجمہ : اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسا کہ ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے قبل ہوئے ہیں۔ عجب نہیں کہ تم متقی بن جاؤ۔

بزرگانِ محترم! شعبان المعظم کا مہینہ ختم ہونے کو ہے اور آئندہ جمعہ ہم انشاء اللہ رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں پڑھیں گے۔ شعبان کے مہینہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مہینہ اور رمضان المبارک اللہ کا مہینہ قرار دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے بعد کثرت سے روزے صرف شعبان کے مہینے میں رکھے ہیں۔ بعض بزرگوں نے لکھا ہے کہ رجب کے مہینے میں رحمتِ خداوندی کی ہوا چلتی ہے، شعبان المعظم کے مہینے میں رحمت کے بادل اٹھتے اور فضا کو گھیر لیتے ہیں اور رمضان المبارک کے مہینے میں رحمتِ خداوندی موسلا دھار بارش کی طرح برستی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رحمتِ خداوندی کی اس بارش میں جی کھول کر نہانے اور گناہوں کی میل کو دھو کر رضائے ایزدی کی نعمت اور جنت کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ شعبان کی آخری تاریخ میں (جبکہ دوسرے دن رمضان المبارک مہینہ شروع ہونے والا تھا) جناب آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں رمضان کے فضائل اور روزے کی فضیلت و برکت پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ اور صحابۂ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو رمضان شریف کے استقبال پر آمادہ کرتے ہوئے فرمایا :-

ایها الناس قد اظلکم شهر عظیم شهر مبارك فیه لیلة القدر خیر من الف. شهر جعل الله تعالیٰ صیامه فریضة وقیام لیلة تطوعا من تقرب فیه بخصلة من الخیر کان کمن ادی فریضة فیما سواه و من ادی فریضه کان کمن ادی سبعین فریضة فیما سواه و هو شهر الصبر والصبر ثوابه الجنة و هو شهر المواساة و هو شهر یزاد فیه رزق المؤمن- من فطر فیه صائما کان له عتق رقبة و مغفرة لذنوبه قلنا یا رسول الله لیس کلنا یجد ما یفطر به الصائم قال یعطی الله هذا الثواب من یفطر صائما علی مذقة لبن او شربة ماء او تمرة و من اشبع صائما کان له مغفرة لذنوبه و سقاه ربه من حوضی شربة لا یظمأ بعدها ابدا و کان له مثل اجره من غیر ان ینقص من اجره شیئ و هو شهر اوله رحمة و اوسطه مغفرة و اخره عتق من النار و من خفف عن مملوکه فیه اعتقه الله من النار فاستکثروا فیه من اربع خصال خصلتین ترضون بها ربکم وخصلتین لا غنی لکم عنها اما الخصلتان ترضون بهما ربکم فشهادة ان لا اله الا الله و تستغفرونه و اما الخصلتان اللتان لا غنی لکم عنهما تسئلون ربکم الجنة و تتعوذون به من النار-

خلاصہ اس خطاب مبارک کا یہ ہے کہ اے لوگو! خدا کا ایک بزرگ اور مبارک مہینہ جو گونا گوں خوبیوں کا مجموعہ ہے تم پر بہت جلد سایہ فگن ہونے والا ہے۔ اس مہینے میں ایک رات ہی ایسے مرتبہ والی ہے جس میں عبادت کرنا ایک ہزار مہینوں کی عبادت کے برابر ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس مہینے کے روزے فرض کر دئے ہیں لیکن رات کا جاگنا اور عبادت کرنا بجائے فرض کے ہی مانند ہے۔ اور اس مہینے کے ایک فرض کا ثواب دوسرے مہینوں کے ستر فرضوں کے ثواب کی مثل ہے یہ مہینہ صبر اور ضبط نفس کا مہینہ ہے۔ صبر کا بدلہ تو جنت ہی ہے اس مہینے میں خاص طور پر باہمی رواداری اور ایک دوسرے کی غمخواری کرنی چاہئے۔ اس مہینے میں مسلمانوں کے رزق اور ان کی روزی میں زیادتی کر دی جاتی ہے۔ اگر کوئی

شخص اپنے مسلمان بھائی کا روزہ کھلوا دے تو اس کو ایک غلام آزاد کرانے کا ثواب بھی ملتا ہے اور تمام گناہ بھی معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ حاضرین میں سے یہ آخری فقرہ سن کر بعض لوگوں نے درخواست کی۔ یا رسول اللہ! ہماری غربت تو حضورؐ کو معلوم ہے۔ اپنے ہی اہل و عیال کی گذر کرنا مشکل ہے کسی روزہ دار کو کھانا کیونکر کھلا سکتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اگر ایک دودھ کا گھونٹ یا ایک چلو پانی یا کھجور کا ٹکڑا بھی کسی روزہ دار کو دے دیا تو بھی یہی ثواب ہے اور اگر کسی نے روزہ کھلوا کر کھانا بھی کھلا دیا تو نہ صرف تمام گناہوں کی مغفرت بلکہ قیامت میں میرے حوض سے پانی کی سیرابی کا وعدہ بھی ہے اور حوضِ کوثر کا پانی جس نے ایک دفعہ قیامت میں پی لیا تو اس کو کبھی بھی پیاس کی تکلیف نہ دی جائے گی اور اس کے ثواب میں سے کچھ کم نہ ہوگا یعنی روزہ کھولنے والے کا ثواب بدوں کم ہوئے روزہ کھلوانے والے کو ایک اور روزہ کا ثواب مل جائے گا۔ اس مہینے کے پہلے دس دن رحمت اور دوسرے دس دن مغفرت اور تیسری دہائی میں دوزخ سے آزادی دی جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص اس مہینے میں اپنے ماتحتوں سے کام لینے میں نرمی کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کے آقا کو دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے۔

اے لوگو! چار باتوں کا اس مہینے میں بہت خیال رکھا کرو، دو باتیں تو وہ ہیں جن کے باعث تم اپنے رب کو راضی کرو گے اور دو باتیں ایسی ہیں جو تم کو ضروری ہی کرنی چاہئیں جن کے بغیر تم کو چارہ نہیں —— پہلی دو باتیں جن سے اللہ تعالےٰ کو راضی کرو گے ان میں سے ایک تو استغفار ہے اور دوسری کلمہ توحید کی شہادت اور جو باتیں تمہارے لئے ضروری ہیں وہ خدا سے جنت طلب کرنا اور دوزخ سے پناہ مانگنا ہیں۔ جب تک یہ دو باتیں حاصل نہ ہو جائیں ایک مسلمان کو اطمینان نہیں ہو سکتا۔

پانچ چیزیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ میری امّت کو پانچ چیزیں ایسی عطا ہوئی ہیں جو پہلے کسی امّت کو عطا نہیں کی گئیں۔ پہلی یہ کہ جس وقت رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے خدا تعالےٰ روزہ داروں کی طرف رحمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور جس شخص کو خدا تعالیٰ نظرِ رحمت سے دیکھ لیں پھر اس کے بعد اس کو کبھی عذاب نہیں دیں گے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالےٰ فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ روزہ داروں کے لئے ان کے گناہوں کی بخشش کی دعا کرتے رہیں۔ تیسری یہ کہ روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ کے نزدیک کستوری سے زیادہ معطر ہے۔ چوتھی یہ کہ اللہ تعالےٰ جنّت کو حکم دیتے ہیں کہ تو آراستہ ہو جا۔ پھر فرماتے ہیں کہ خوشخبری ہو روزہ رکھنے والے مومنوں کو کہ وہ دوست ہیں۔ پانچویں یہ کہ اللہ تعالیٰ ان تمام کو بخش دیتے ہیں۔

بہشت کا سجایا جانا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت سال کے ابتداء سے اگلے سال تک رمضان المبارک کی خاطر سجایا جاتا ہے۔

محترم حضرات! اللہ تعالےٰ نے زمان و مکان کے بعض حصّوں کو خصوصی قدر و منزلت عطا فرما رکھی ہے۔ ان ہی میں سے رمضان المبارک بھی ایسا مہینہ ہے جس کو اللہ تعالےٰ نے بزرگی و برتری سے نواز رکھا ہے۔ چنانچہ رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ آتے ہی جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں، شیاطین مقید کر دیئے جاتے ہیں اور پکارنے والا پکارتا ہے:۔

یا باغی الخیر اقبل و یا باغی الشر اقصر۔

اے نیکی کے طالب اور متلاشی آگے بڑھ اور اے بدی اور معصیت کے شائق بدی سے رُک جا۔

چنانچہ اللہ تعالےٰ کی خاطر کتنے ہی دوزخ سے آزاد ہونے والے ہوتے ہیں اور ہر رات ایسا ہی ہوتا رہتا ہے۔

بہر حال حاصل یہ ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ رحمتوں اور برکتوں سے بھرپور ہے اور اس مہینے کے روزے اللہ تعالےٰ جل شانہٗ نے اپنے بندوں پر فرض کئے ہیں اس لئے ہر مسلمان کو اس ماہ مبارک کا احترام کرنا چاہئے۔ اس میں روزے جیسی عبادت کو کماحقہٗ ادا کرنا چاہئے اور اس کی مبارک ساعتوں کو ذکر اللہ اور عبادات و نوافل کی کثرت سے زندہ رکھنا چاہئے۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس مبارک مہینے کی بابرکت ساعتوں سے کماحقہٗ اور بیش از بیش فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین!

غلبۂ حق

ہیچ ہے اس کی تیز رفتاری
جھوٹ کس بات پہ اکڑتا ہے
سچ کا مضبوط ہاتھ دم بھر میں
اُس کو گردن سے جا پکڑتا ہے

افادیتِ موت

مَوت سے ڈرتے نہیں اہلِ نظر
زندگی کو ہے یہ راحت کی نوید
فطرتاً دنیا میں جو شئے عام ہے
بالیقیں انسان کے حق میں ہے مفید

علم و عمل

روٹیاں پکتی دیکھتے ہیں مرد
خود پکائیں تو پک نہیں سکتیں
فیض جب تک عمل نہ ہو پیہم
علم کا ہونا سُود مند نہیں

نتیجۂ ادیب

اسلام کا معاشی نظام

مولانا شمس الحق افغانی (تمغۂ امتیاز)
سابق وزیر معارف شرعیہ ریاستہائے متحدہ بلوچستان حال شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور

گزشتہ سے پیوستہ

انسان کا کائناتی پہلو

انسان کو اس لحاظ سے بھی دیکھنا ضروری ہے کہ وہ کل کائنات کا ایک اہم جزو ہے جزو ہونے کے لحاظ سے بھی اس کے فرائض ہیں۔ وہ یہ کہ وہ کائنات کے لئے موجب تعمیر ہو نہ کہ موجب تخریب، دور حاضر کا انسان کائنات کے لئے تخریب کا سبب ہے اگرچہ اس نے تعمیر کائنات میں بھی حصہ لیا اور لے رہا ہے۔ لیکن اس کی تخریب تعمیر پر غالب ہے۔ بالخصوص اس ایٹمی دور میں جب کہ انسانِ جدید نے صرف اہلاک انسان بلکہ اہلاک نباتات وعمارات اور فسادات آب وہوا کے لئے وہ خطرناک سامان تیار کئے کہ صرف ایک میزائیل تین کروڑ انسانوں کی تباہی کے لئے کافی ہے۔ اور ایک جراثیمی بم جو تین چھٹانک وزن کا ہے۔ برطانوی سائنس دان کی تحقیق کے مطابق تمام کرۂ ارض کی تباہی کے لئے کافی ہے اور اس سے جاندار، بر وبحر، ہوا اور زمین کی قوت نامیہ سب تباہ ہوجائیں گے۔ یہ وہ حکمت تخریب ہے:۔

کشد گرد اندیشہ بر کار مرگ
ہمہ حکمت او پرستار مرگ

غیر سائنسی دور کے ہزاروں سالوں کی کائناتی تباہی سے دور سائنس کی ایک گھنٹہ کی تباہی زیادہ ہے اس تباہی کا لازمی نتیجہ معاشی انحطاط ہے، بلکہ اس سے ذرائع معاش اور اُن ذرائع سے کام لینے والے انسان سب تباہ ہوجائیں گے۔ زمین کاشت کے قابل نہ رہیگی پانی میں جراثیم پھیلنے سے انسانی عیش اور زندگی کا خاتمہ ہوگا۔ اور جو چیزیں انسان کے لئے مدار حیات ہیں۔ وہ خاکستر کا ڈھیر بن جائیں گی۔ ع

ترقی مستقل وہ ہے جو روحانی ہوائے اکبرؔ
اُڑا جو ذرۂ عنصر وہ پھر سوئے زمین آیا

ولا تکونوا کالتی نقضت غزلها من بعد قوۃ انکاثا۔ تم اُس نادان عورت کی طرح مت بنو جو اپنی محنت سے مضبوط کاتے ہوئے سوت کو کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کرتی تھی

انسان کا الٰہی پہلو

انسان کلیتہً آزاد نہیں۔ وہ کائنات کے حاکم اعلیٰ کے ماتحت ہے۔ اس کے ہاتھ میں جس قدر معاشی اور غیر معاشی نعمتیں ہیں، وہ اسی حاکم اعلیٰ کی امانت ہیں۔ اسی کے حکم کے تحت حاصل کی جائیں گی۔ اور اسی کے حکم کے ماتحت صرف ہونگی اس لئے اس نے اکتساب مال پر پابندی لگائی ہے تاکہ سرمایہ دارا مفاسد پیدا نہ ہوں۔ وہ یہ ہے کہ مال حلال ذریعہ سے حاصل کیا جائے۔ نہ حرام ذریعہ سے۔ تاکہ سرمایہ دارانہ طغیان اور سرکشی پیدا نہ ہو۔ اس لئے اس نے ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل یعنی تم ایک دوسرے کا مال ناحق مت کھاؤ۔ کہہ کر باطل کمائی کے تمام دروازے بند کئے خواہ استعمار ہو، استحصال بالجبر ہو، رشوت و سود ہو یا ظلم خیانت اور چوری ہو۔ یہ قانون اسلامی کی تحدید ہے۔ مجموعہ افراد انسانی کا ذریعہ معاش ہے اس لئے اگر ایک انسانی طبقہ ناجائز ذرائع سے مال بڑھائے گا۔ تو دوسرے طبقے میں اسی تناسب سے مال کی کمی پیدا ہوگی۔ کیونکہ ناجائز ذرائع کا استعمال دو انسانوں کے درمیان ہے۔ انسان اور غیر انسان کے درمیان نہیں۔ جب ایک طبقہ کے پاس ناجائز دروازے سے مال آئے گا تو انسان کے ساتھ اس نے ناجائز معاملہ کیا اس کے پاس مال کی کمی پیدا ہوگی اور توازن معاشی بگڑ جائے گا۔

انفاقی تحدید

اسلام نے دوسری پابندی مال خرچ کرنے پر لگائی کہ وہ ناجائز کاموں میں صرف نہ ہو یہ تبذیر ہے۔ اور نہ بے ضرورت خرچ ہو یہ اسراف ہے بلکہ خرچ میں اعتدال قائم رکھا جائے۔ ولا تبذر تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین وکان الشیطن لربہ کفورا تم ناجائز کاموں میں مال صرف نہ کرو کہ ایسے لوگ شیطان کے بھائی ہیں۔ اور شیطان خدا کی نعمت کا ناشکر گزار ہے۔ دیکھو! قرآن نے اس جرم کے لئے کس قدر سخت لفظ استعمال کیا۔ ولا تجعل یدك مغلولة الی عنقك ولا تبسطها كل البسط فتقعد ملوما محسورا تم خرچ کے وقت نہ ہاتھوں کو گردن کے ساتھ باندھے رکھو کہ ضرورت پر بھی خرچ نہ کرو اور نہ بہت پھیلا کر رکھو کہ غیر ضروری اشیاء پر خرچ کرنے لگ جاؤ۔ پہلی صورت میں بخل کا الزام لگ کر رسوا اور ملامت زدہ ہوجاؤ گے۔ اور دوسری صورت میں خود غریب اور درماندہ ہوجاؤ گے۔ حدیث میں آیا ہے۔ الاقتصاد نصف المعیشة خرچ میں میانہ روی آدھی معیشت کو درست کرتا ہے۔ دوسری حدیث ہے۔ البزاذة من الایمان سادہ زندگی ایمان کی علامت ہے۔ خود حضور علیہ السلام، خلفاء راشدین صحابہ کرام اور مقبولین بارگاہ الٰہی نے سادہ زندگی گزاری۔ ان ہدایات کی حکمت یہ ہے کہ جب مال ناجائز محل میں یا بے جا صرف ہوگا تو بچت نہ ہوگی اور وہ محتاج طبقہ پر کچھ صرف نہ کرسکے گا۔ اگر صرف بے جا کی وجہ سے مال ہی نہ رہا تو غریب طبقہ کی خبرگیری کیسے کرسکے گا۔ اور محتاجوں پر خرچ کرنے کے لئے اس کا ہاتھ خالی ہوگا اسلام چاہتا ہے کہ دولت کا رخ بے جا محل سے موڑ کر کار خیر، غرباء اور اشاعت دین کے کاموں کی طرف متوجہ کردے۔ اور یہی چیزیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے معاشی حالت میں بھی توازن پیدا ہوگا۔ اور نیکی بھی پھیلے گی۔ جس سے دنیا بھی سدھرے گی اور آخرت بھی۔ یورپ کے صرف بے جا کی تفصیل گزر چکی ہے۔ جو عدم توازنِ معاشی کا اصل سبب ہے

تقسیم دولت زندگی میں

اسلام نے ایسے قوانین عطا کئے۔ جس سے زندگی میں بھی دولت زیادہ سے زیادہ حرکت کرے۔ اور مرنے کے بعد بھی زندگی میں قانون خمس، قانون زکوٰۃ، قانون عشر و نصف عشر و ربع عشر، قانون کفارات، قانون صدقۃ الفطر، قانون اداء نذور، اعطاء سائل و محروم اور اعطاء زائد عن الضرورت ایسے قوانین ہیں جن سے دولت تقسیم ہوکر متحرک ہوجاتی ہے۔ اور معاشی سطح متوازن ہوجاتی ہے ادیان عالم اور قوانین انسانیہ میں ایسے مکمل نظام کی نظیر موجود نہیں

ارشاداتِ مجالسِ ذکر

از: حضرت شیخ التفسیر سیدنا و مولانا احمد علی لاہوریؒ —— مرتبہ: محمد مقبول عالم بی اے لاہور

"نہیں ملتے یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں"

۲۸ر مئی ۱۹۵۹ء جمعرات

دل کی صفائی

ذکر کے بعد فرمایا۔ "اللہ کے ذکر کی برکت سے دل کی صفائی ہوتی ہے پھر حلال و حرام کی تمیز حاصل ہوتی ہے۔ حرام خوری کا نتیجہ ہے کہ عبادت کی توفیق نہیں ملتی اور اولاد بے دین ہو رہی ہیں۔"

ایک عورت کچھ چیزیں بازار سے خرید کر لائی۔ میں نے دیکھا سب حرام تھیں۔ رو کر کہنے لگی پھر تو آپ کے ہاں سے ٹکڑا مل جائے تو کھائیں گے۔

اسی طرح پانچ قسم کی سبزیاں میرے سامنے لائی گئیں وہ بھی حرام تھیں۔ اصل بات یہ ہے کہ لوگ بددیانت ہو گئے ہیں چیزوں میں ملاوٹ کرتے ہیں۔

حرام کا اثر آتا ہے۔ عبادت کی توفیق سلب ہو جاتی ہے یا لطف نہیں آتا۔

آج میں کچھ اور کہنا چاہتا تھا وہ یہ کہ باطن کی صفائی ہو بھی جائے تو اس کا برقرار رکھنا اس جہان میں بڑا مشکل ہے۔ آپ دُھلے ہوئے کپڑے پہنتے ہیں۔ شام تک ان پر گرد کے کئی ذرات جم جاتے ہیں۔ اسی طرح بُرے اثرات آتے ہیں اور وہ دل پر اثر کرتے ہیں۔ اسی لئے ہر وقت ان اثرات کو دور کرنا پڑتا ہے اور دل کو صاف رکھنا پڑتا ہے۔ جیسے کپڑے مَیلے ہو جاتے ہیں تو صاف کرنے پڑتے ہیں۔

۴ر جون ۱۹۵۹ء جمعرات

کثرتِ ذکر کے فائدے

ذکر کے بعد فرمایا۔ "جیسے پرنالے ہیں یا کنویں ہیں ہر وقت پانی گرتا ہے۔ تو پیپل کا درخت اُگ آتا ہے باہر سے کوئی نہیں بوتا۔ بلکہ خود بخود اُگتا ہے۔ اسی طرح اللہ ھُوْ کا پاک نام اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے بکثرت لینے سے تقویٰ کا پودا دل میں اُگ آتا ہے۔ پھر وہ پھیلتا ہے پھولتا ہے اور پھل لاتا ہے۔ اس کا ایک پھل یہ ہے کہ حرام حلال کا احساس ہوتا ہے۔ پہلے تو حرام کھانے کے بعد احساس ہوتا ہے اور آدمی تڑپ اٹھتا ہے کہ یہ کیا کھا لیا، جیسے چنگاری اڑ کر بدن پر پڑے تو آدمی تڑپ اٹھتا ہے۔ پھر یہ نعمت ملتی ہے کہ کھانے سے پہلے دیکھنے کا احساس ہوتا ہے کہ یہ حلال ہے یا حرام ہے۔ جس شخص کو حرام حلال کی خود تمیز نہیں وہ اصلاحِ حال کا کام نہیں کر سکتا۔ ایسے آدمی کو مرشد نہیں بنانا چاہئے۔

۳۰ر جولائی ۱۹۵۹ء جمعرات

اللہ والوں کی صحبت کے فائدے

دنیا میں آئے ہیں تو یہاں سے تعلق باللہ اور صحت روحانی درست کر کے جائیں۔ اس کی صورت یہی ہے کہ احکامِ خداوندی پر عمل کیا جائے اور سنتِ نبوی کا نمونہ اختیار کیا جائے اور اللہ والوں کی صحبت میں رہ کر اس کا رنگ چڑھایا جائے۔ میں علماء سے کہا کرتا ہوں جو سب علوم پڑھ کر آتے ہیں۔ تم تو ان علوم سے ناآشنا ہو کہ بیٹا تم مولوی بن گئے ہو لیکن ابھی نورِ باطن حاصل کرنا باقی ہے اور یہ اللہ والوں کی صحبت میں رہنے سہنے ملے گا۔

میرے پاس بعض مرد اور عورتیں آتی ہیں۔ جن کا تعلق مجھ سے ہے اور کہتے ہیں کہ نماز پڑھتے ہیں یا ذکر کرتے ہیں تو اب چند روز سے لطف نہیں آتا۔ دراصل پہلے انہیں لطف آتا تھا۔ تبھی تو وہ شکایت کرتے ہیں۔ جسے لطف کا احساس ہی نہیں وہ شکایت نہیں کر سکتا۔ جیسے کوئی کہے کہ اب کچھ نظر کم ہو گئی ہے تو یہ بات بینا ہی کہہ سکتا ہے اندھا نہیں کہہ سکتا۔ میں انہیں جواب دیتا ہوں کہ تم نے حرام کھایا ہے۔ اس لئے لطف جاتا رہا۔ لاہور میں اکثر چیزیں حرام ہیں۔ دکاندار بددیانت ہیں۔ بلیک کرتے ہیں۔ اس لئے ان چیزوں میں حرام کا اثر آتا ہے۔ صرف سؤر کتا ہی حرام نہیں۔ بلکہ بددیانتی سے حلال چیزیں بھی حرام ہو جاتی ہیں۔ عام لوگوں کو حلال حرام کی تمیز نہیں۔ سب کچھ کھا جاتے ہیں۔ اسی طرح مولوی بھی اندھے ہیں۔ وہ بھی سب کچھ کھا جاتے ہیں۔ جب تمیز حاصل ہوتی ہے تو چیز سامنے آتے ہی ایک منٹ سے پہلے پتہ لگ جاتا ہے کہ یہ حرام ہے یا حلال۔ ہندو بے ایمان اتنا بددیانت نہیں تھا جتنا مسلمان بددیانت ہے۔ وہ دنیا کے معاملے میں کھرا تھا۔

قرآن رنگ ہے۔ یہ رنگ سنتِ نبوی کی پیروی میں اللہ والوں کی صحبت میں چڑھتا ہے۔

۶ر اگست ۱۹۵۹ء جمعرات

صحتِ روحانی کی بحالی

ذکر کے بعد فرمایا۔ اس مجلس میں بعض آدمی نئے آ جاتے ہیں جو پہلے کبھی نہیں آئے۔ ان کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ اس مجلس کا مقصد یہ ہے کہ جیسے صحتِ جسمانی ہوتی ہے ایسے ہی صحت روحانی ہوتی ہے۔ صحت روحانی کی بحالی اس مجلس کا مقصد ہے۔ میں نے جو کچھ کتابوں میں پڑھا ہے اور اللہ والوں کی صحبت سے حاصل کیا ہے۔ اس کی روشنی میں توجہ دلاتا ہوں کہ صحتِ روحانی کو کیسے قائم رکھا جائے اگر بگڑ جائے تو اسے بحال کیسے کیا جائے۔ تاکہ بندے کا اپنے مولا سے تعلق درست رہے، وہ اس

امام ولی اللہ دہلویؒ

کی

زندگی اور فلسفے کے نمایاں خد و خال

(از: محمد مقبول عالم بی اے۔ جائنٹ سیکرٹری ولی اللہ سوسائٹی و ادارہ حکمت اسلامیہ ۴۔ اردو بازار لاہور)

کوائفِ زندگی

نام قطب الدین احمد المدعو بہ شاہ ولی اللہ دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ)

سلسلۂ نسب والد کی طرف سے سیدنا فاروق اعظمؓ تک اور والدہ کی جانب سے حضرت موسیٰ کاظمؓ تک۔ یعنی آپؒ والد کی طرف سے فاروقی اور والدہ کی جانب سے فاطمی تھے۔

والد کا نام اور تعارف شیخ عبدالرحیم دہلویؒ بن شیخ وجیہہ الدین العمریؒ۔ شیخ عبدالرحیمؒ بہت بلند پایہ حنفی فقیہ، نقشبندی صوفی اور خدا رسیدہ حکیم اور الٰہیات کے ماہر تھے۔ آپ حافظ عبداللہ اکبرآبادیؒ کے مرید تھے جو شیخ آدم بنوریؒ کے خلیفہ تھے، اور شیخ آدم بنوریؒ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے اکابر خلفاء میں سے تھے۔ شیخ عبدالرحیم نے ایک موقع پر سلطان اورنگ زیب عالمگیرؒ کے مشہور مجموعۂ قوانین۔ فتاویٰ عالمگیری۔ کی تالیف میں بھی حصّہ لیا تھا۔ علماء کی تعلیم کے لئے آپ نے دہلی میں ایک مدرسہ بنام "مدرسہ رحیمیہ" جاری کیا ہوا تھا۔

پیدائش بروز چہار شنبہ ۴ر شوال ۱۱۱۴ھ مطابق ۲۱ر فروری ۱۷۰۳ء۔ یہ بارھویں صدی ہجری اور اٹھارہویں صدی عیسوی کی ابتدا تھی۔ اس صدی سے تاریخ عالم میں ایک نئے دَور کا آغاز ہوا۔

تعارف آپ اس نئے دَور کے فاتح (افتتاح کرنے والے) اور مجدّد تسلیم کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ وہ خود بھی اپنے متعلق فرماتے ہیں:۔

"نعمتِ عظمیٰ بریں ضعیف آنست کہ اُو را خلعت فاتحیت دادہ اند و فتح دَورۂ باز پسیں بر دستِ وَے کردہ اند"
(الجزء اللطیف)

یعنی اس بندۂ ضعیف پر خدا تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت یہ ہے کہ اسے فاتحیّت کا خلعت پہنایا گیا ہے اور آنے والے دَور کا افتتاح اس کے ہاتھ سے کرایا گیا ہے۔

اُن کے ایک ہمعصر بزرگ حضرت مرزا محمد مظہر جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ شہادت دیتے ہیں کہ:۔

"حضرت شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ طریقۂ جدیدہ بیان نمودہ اند و دَر تحقیقِ اسرارِ معارف و غوامضِ علوم طرزِ خاص دادند۔ با ایں ہمہ علوم و کمالات از علماء ربانی اند۔ مثل ایشاں در محققانِ صوفیہ کہ جامع اند در علمِ ظاہر و باطن و علمِ نو بیان کردہ اند، چند کس گذشتہ باشند (کلمات طیبات)

یعنی حضرت شاہ ولی اللہ محدّث رحمۃ اللہ علیہ نے (تصوّف کا) نیا طریقہ بیان کیا ہے۔ اور وہ خداشناسی کے راز کھولنے اور علوم کی باریکیاں بیان کرنے میں خاص طرز کے مالک ہیں علوم ظاہری میں مہارتِ تامہ رکھنے کے ساتھ ہی شاہ صاحب علمائے ربانی میں سے ہیں۔ محقّق صوفیاء میں جو ظاہری اور باطنی علوم کے ماہر ہوں اور جنہوں نے علم کے راز بیان کرنے میں نئی طرز اختیار کی ہو ایسے چند ہی بزرگ گذرے ہیں۔

نواب صدیق حسن خانؒ فرماتے ہیں:۔

"اگر وجودِ او در صدرِ اول و در زمانہ ماضی مے بود، امام الائمہ و تاج المجتہدین شمردہ مے شد۔"

یعنی اگر شاہ ولی اللہؒ تاریخ اسلام کے پہلے دَور میں ہوتے تو امام الائمہ (اماموں کے امام) اور مجتہدین کے سرتاج شمار ہوتے۔

مولانا شبلی نعمانیؒ فرماتے ہیں:۔

"ابن تیمیہ اور ابن رشد کے بعد بلکہ خود انہی کے زمانے میں مسلمانوں میں جو عقلی تنزّل شروع ہوا تھا اس کے لحاظ سے یہ امید نہ رہی تھی کہ پھر کوئی صاحبِ دل و دماغ پیدا ہوگا۔ لیکن قدرت کو اپنی نیرنگیوں کا تماشا دکھانا تھا کہ اخیر زمانے میں جب کہ اسلام کا نفسِ واپسیں تھا، شاہ ولی اللہؒ جیسا شخص پیدا ہوا۔ جس کی نکتہ سنجیوں کے آگے غزالی، رازی، ابن رشد کے کارنامے بھی ماند پڑ گئے۔
(تاریخ علم الکلام)

دَورِ زندگی

آپ کا دَورِ زندگی مغلیہ سلطنت کے دس بادشاہوں کا زمانہ تھا۔ سلطان اورنگ زیب عالمگیرؒ کی وفات (۱۷۰۷ء) سے چار سال پہلے پیدا ہوئے۔ اور شاہ عالم ثانی کے عہد میں فوت ہوئے۔ ان دس بادشاہوں کے نام یہ ہیں:۔

۱۔ سلطان اورنگ زیب عالمگیر ۲۔ بہادر شاہ اوّل
۳۔ معزّ الدین جہاندار شاہ ۴۔ فرخ سیر
۵۔ رفیع الدرجات ۶۔ رفیع الدولہ
۷۔ محمد شاہ ۸۔ احمد شاہ
۹۔ عالمگیر ثانی ۱۰۔ شاہ عالم ثانی

یہ بڑا افراتفری کا وقت تھا۔ مغلیہ حکومت کمزور ہوتی جا رہی تھی۔ ادھر غیر مسلم قومیں مرہٹے، سکھ وغیرہ سر اٹھا رہی تھیں اور ادھر یورپی طاقتیں۔ انگریز، فرانسیسی وغیرہ۔ حملہ آور ہو رہی تھیں۔ تاریخ برعظیم میں مسلمانوں کے لئے یہ بڑا نازک دَور تھا۔ پرانی بساط اُٹھ رہی تھی اور نیا نظام آ رہا تھا۔ ویسے بھی اٹھارھویں صدی عیسوی سے تاریخ عالم میں نئے دَور کا آغاز ہو رہا تھا جس میں مشین کی ایجاد، بادشاہت کی جگہ قومی جمہوریتوں کا قیام اور سائنسی علوم کی ترقی سے انقلابِ عظیم برپا ہونے والا تھا۔ سوال یہ تھا کہ ان حالات میں اسلام کو کیسے غالب کیا جائے گا اور نئے مسائل کو کیسے حل کیا جائے گا؟ غایت الٰہی نے اس کا جواب "امام ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ" کی صورت میں پیش کیا اور اُن کے ہاتھوں کتاب و سنت اور تاریخ اسلام کے نمونے کے دَور۔ خیر القرون۔ کی روشنی میں ایک ایسا فلسفہ مدوّن

فرمایا جو اس نئے دور کے تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

حالاتِ زندگی

۱۷۰۳ء - پیدائش

۱۷۰۸ء - پانچ سال کی عمر میں تعلیم کی ابتدا کی۔

۱۷۱۰ء - سات سال کی عمر میں قرآن حکیم حفظ کر لیا۔

۱۷۱۷ء - چودہ سال کی عمر میں شادی ہو گئی۔

۱۷۱۸ء - پندرہ سال کی عمر میں تمام عقلی و دینی علوم کی تحصیل سے فراغت حاصل کی۔ اپنے والد کے ہاتھ پر بیعت کی اور سلسلہ نقشبندیہ کے اشغالِ تصوف میں مصروف ہو گئے۔

۱۷۱۹ء - سولہ برس کی عمر میں والد صاحبؒ فوت ہو گئے۔ ان کی وفات کے بعد مدرسہ رحیمیہ میں مسندِ تدریس پر بیٹھے ـــ (اسی سال سلطان محمد شاہ تختِ دہلی پر متمکن ہوا)

۱۷۳۰ء - عمر ۲۷ سال۔ بارہ سال مدرسہ رحیمیہ میں علماء کو تفسیر، حدیث، فقہ، اصول اور دینی و عقلی علوم پڑھاتے رہے۔ ملکی حالات کا بھی نہایت گہری نظر سے مطالعہ کیا۔ پھر فریضہ حج کی بجاآوری کے لئے حجاز تشریف لے گئے۔

۱۷۳۱ء - عمر ۲۸ سال۔ حج سے مشرف ہونے کے بعد مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں قیام کیا۔ شیخ ابو طاہرؒ وغیرہ مشائخ حرمین سے حدیث کی سند لی اور روضۂ اقدس سے بے شمار فیوضات حاصل کئے۔ جنہیں انہوں نے اپنی کتاب "فیوض الحرمین" میں جمع کر دیا ہے۔ ان ایام میں اسلامی ممالک کا بھی جائزہ لیا یہ دیکھنے کے لئے کہ اپنی انقلابی تحریک کہاں سے شروع کی جائے۔

شب جمعہ ۲۱ر ذیقعد ۱۱۴۳ھ مطابق ۵ر مئی ۱۷۳۱ء } مکہ مکرمہ میں ایک الہامی خواب دیکھا جس میں انہیں "قائم الزمان" کے نام سے پکارا گیا۔ یعنی انہیں اس دور میں نظامِ خیر پیدا کرنے کا واسطہ قرار دیا گیا۔ چنانچہ اس خواب میں اُن سے فَكُّ كُلِّ نِظَامٍ (تمام بوسیدہ نظاموں کو توڑ دو) کا انقلابی اعلان کرایا گیا۔ اس خواب میں ایک کافر راجہ سے لڑائی کا نقشہ بھی دیکھا جس کا ظہور بعد میں مرہٹوں کے ساتھ جنگ پانی پت سوم (۱۷۶۱ء) کی صورت میں ہوا۔ اسی تاریخ یعنی ۵ر مئی ۱۷۳۱ء سے آپ نے اپنی انقلابی تحریک کی بنیاد رکھی اور فیصلہ کیا کہ انقلابی تحریک دہلی سے شروع کریں گے۔

۱۴ر رجب ۱۱۴۵ھ بروز جمعہ مطابق ۲۰ر دسمبر ۱۷۳۲ء } آپ دہلی واپس تشریف لائے۔ اور مختلف مقامات پر تحریک کی شاخیں قائم کیں۔

۱۷۳۷ء - قرآن کریم کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔

۱۷۳۸ء - فارسی ترجمہ قرآن حکیم بنام "فتح الرحمٰن" مکمل ہوا اور عوام کی تربیت کے لئے قرآن حکیم کا درس جاری کیا۔ اس کے بعد بیشمار کتابیں تصنیف کیں۔

جنوری ۱۷۶۱ء - حضرت شاہ صاحب برعظیم میں مغلوں کے بعد اسلامی ریاست قائم کرنا چاہتے تھے۔ مرہٹوں کی مخالفِ اسلام بڑھتی ہوئی طاقت سے اس مقصد کے لئے خطرہ پیدا ہو گیا۔ مرہٹے چاہتے تھے کہ تختِ دہلی پر قبضہ کر کے ہندو راج قائم کر دیں۔ اس لئے شاہ صاحب نے احمد شاہ ابدالی والی افغانستان کو دعوتِ جہاد دی۔ اور مقامی امراء کو بھی اپنی فوجی طاقت میدان میں لانے کی ترغیب دی۔ چنانچہ پانی پت کی تیسری جنگ لڑی گئی۔ جس میں مرہٹوں کو شکست ہوئی اور ان کا ہندو راج قائم کرنے کا منصوبہ خاک میں مل گیا۔

وفات آپ نے ۲۹ر محرم الحرام ۱۱۷۶ھ مطابق ۱۰ر اگست ۱۷۶۲ء کو وفات پائی اور تاریخِ وفات "اُو بود امامِ اعظمِ دین" ہوئی۔ (۱۱۷۶)

علمی کارنامے / سلسلۂ تصانیف

۱- فتح الرحمٰن - ترجمہ فارسی قرآن حکیم معہ حواشی۔

۲- فوز الکبیر فی اصول التفسیر - قرآن حکیم کی تفسیر کے اصول اس کی معنوی مشکلات دور کرنے کے لئے۔

۳- فتح الخبیر - قرآن حکیم کے مشکل الفاظ کی تشریح اور حروفِ مقطعات کی توجیہہ۔ قرآن مجید کے سمجھنے کی راہ میں لفظی مشکلات دور کرنے کے لئے۔

۴- ـ مؤطا امام مالکؒ، حدیث کی سب سے پہلی اور درجہ اوّل کی کتاب کی عربی میں تشریح۔

۵- المصفّٰی - مؤطا امام مالکؒ کی فارسی میں تشریح۔

۶- بدور بازغہ ـــ شریعتِ اسلامیہ کا فلسفہ عقلی رنگ میں۔ انسان کی معاشی، معاشرتی، سیاسی، اخلاقی اور روحانی زندگی پر سیر حاصل تبصرہ۔

۷- حجۃ اللہ البالغہ - شریعت اسلامیہ کا فلسفہ دینی اندازِ فکر میں - انسان کی

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

صِدّیقِ اکبر

(حافظ نور محمد انورؔ)

وہ صدیقِ اکبرؓ صداقت کے پیکر
نہاں جس کے سینے میں تھا نورِ وحدت
جو ہیں انبیاء کے سوا سب سے افضل
مروّت کے خوگر، سخاوت کے عادی
خلافت کے سرتاج، امامت کے سرور
رفیقِ نبوّت، شفیقِ رسالت

وہ اسلام کے ایک تابندہ گوہر
نبیؐ کی رہی جن کو حاصل رفاقت
فضائل، محاسن، خصائل میں اکمل
جنہوں نے رہِ حق میں دولت لُٹا دی
ہدایت کے سورج، حقیقت کے جوہر
مسلّم ہے دنیا میں جن کی صداقت

کرے گا ادب ان کا جو کوئی انورؔ
وہ جنّت میں گھر پائے گا سب سے بہتر

از قلم:- ایم-ایس قادری- ماڈل ٹاؤن بی لاہور

قومی تعمیر و ترقی میں تعلیم و تربیّت کی اہمیّت

جب باغ لگایا جاتا ہے، چمن کی آبیاری کے سامان ہوتے ہیں، ننھے ننھے پودوں اور پیارے پیارے پھولوں کو مادر چمن گود میں لے کر لوریاں دیتی ہے۔ نیلے آسمان سے نور کے تڑکے شبنم پھولوں کا منہ دُھلا کر جو جاتی ہے تو باد بہاری اور نسیم صبح نکہت گل کو نکھارنے خود ہی آجاتی ہے۔ اگر آفتاب عالمتاب اپنی تپش اور گرمی سے ننھوں کو جھلسنا چاہے تو بڑے درختوں کا سایہ چھوٹوں پر شفقت کرتے ہوئے چھتری اور سائبان بن کر چھا جاتا ہے قدرت کی ربوبیت کے یہ دلربا نظارے ہم آئے دن دیکھتے ہیں۔

یہ عالی شان عمارتیں اور یہ فلک بوس بلڈنگیں جو ایک طرف اگر فن تعمیر کا بہترین شاہکار ہیں۔ تو دوسری حضرت انسان کے آرام کا سامان۔ بنا ان کی اینٹ گارے پر ہی ہے۔ لیکن ہم نے کبھی سوچا کہ یہ اینٹیں کتنے مدارج طے کر کے کتنی منزلوں سے گزر کر، کتنے ہاتھوں کی تربیت پاکر اور کتنے دنوں کی نگرانی کے بعد اس قابل ہوئی ہیں۔ کہ تعمیر کے کام آسکیں

جب مکان کی تعمیر اور باغ لگانے کے لئے اتنی تربیت، نگہداشت، حفاظت اور معہذا قدرتی وسائل کی ضرورت ہے تو پھر ایک قوم جس کے کروڑہا نفوس، جنہیں طویل و عریض دنیاوی باغ میں آباد ہونا اور عظیم مکان جس کی چاردیواری اور حدود اربعہ کا حصار کتابی دنیا ہی کر سکتی ہے میں بسیرا کرنا ہے۔ کیا اسے درسگاہوں کے بھٹوں اور علمی معماروں کے زیر تربیت رکھنا ضروری نہیں؟ کیوں نہیں! زبدۂ خلائق اور حضرت انسان کی تعمیر و ترقی کے لئے تو ازبس ضروری ہے کہ اسے صحیح تعلیم و تربیت سے آراستہ و پیراستہ کیا جائے۔ تاکہ یہ قیمتی بیج یہ نئی پود اور قومی امیدوں کا یہ مرکز بقائے ملت، تحفظ مذہب اور تاریخ کے نئے واقعات کا خالق بن کر صفحہ ہستی پر نمودار ہو۔

اسلام ہی وہ کامل و اکمل دین ہے جو ہمیں یہ تصور دیتا ہے۔ کہ تربیت کا آغاز اور تعلیم کی ارتقائی منازل کی ابتدا نہ صرف یہ کہ روزِ اول سے کی جائے بلکہ عالم آب و گل میں آنے سے بھی پہلے شروع کرنا اصولِ اسلام کے مقتضیات میں سے ہے۔ ہاں بادی النظر میں تین مدارج ہیں جو تعلیم و تربیت میں اصلی مؤثر ہیں۔

پہلی تربیت گاہ

بچہ جب عالم غیب سے یکایک دنیا میں قدم رکھتا ہے۔ تو ایک ایسے آئینے کی طرح ہوتا ہے جس کی سطح بالکل صاف اور ہر قسم کے اثرات قبول کرنے پر آمادہ ہوتی ہے نہ کسی کا عکس اس میں نظر آتا ہے اور نہ کسی کی تصویر اس پر منقش ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں جس قسم کا عکس اس پر ڈالا جاتا ہے ہمیشہ کے لئے قائم ہو جاتا ہے۔ اگر خوش نما نقش و نگار سے اس کی سطح مزین کی گئی تو ہمیشہ کے لئے وہ آئینہ خوبصورت ہو گیا اور اگر بدقسمتی سے کسی ناواقف اور جاہل نے ٹیڑھی سیدھی لکیریں کھینچ دیں تو ہمیشہ کے لئے بدنما ہو گیا۔ اس کی صاف و شفاف سطح سیاہ و سفید سے محض بے خبر ہوتی ہے اس لئے اس کو کسی رنگ کے قبول کرنے میں انکار نہیں ہوتا اور جس مصور کے ہاتھ قدرت نے اسے سپرد کر دیا اس کی ہر رائے کے آگے اس آئینہ کی سطح سر تسلیم خم کر دیتی ہے۔

یہی حال اس تازہ اور نووارد مسافر کا ہوتا ہے جس کے لئے دنیا اور دنیا کی ہر بات بالکل نئی ہوتی ہے۔ اس کے کان جس طرح فضائل انسانی سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ اسی طرح رذائل انسانی سے بے خبر۔ وہ نہیں جانتا رحم کیا چیز ہے اور ظلم کس کو کہتے ہیں۔ نہ اس کو اس کی خبر ہوتی ہے کہ علم انسانی خوبیوں کا سرچشمہ ہے اور نہ وہ اس سے آشنا ہوتا ہے۔ کہ جہل تمام برائیوں کا مخزن ہے۔ اس کا سادہ ذہن آئینہ کی طرح ہر قسم کے نقش و نگار سے خالی ہوتا ہے۔ مگر ہر اثر قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

ایسی حالت میں اس کی شفیق ماں اس کی فطری مصور ہوتی ہے جس کی توجہ اور تربیت یا تو اخلاقی محاسن کا نقش اس کے دماغ پر بٹھا دیتی ہے۔ یا تمام رذائل انسانی کا عادی بنا کر نہ صرف اس کی، بلکہ سوسائٹی کے ہر فرد کی زندگی ہمیشہ کے لئے تلخ کر دیتی ہے۔ اس ابتدائی زمانہ کے اثرات انسان کی طبیعت ثانیہ بن جاتے ہیں۔ جن کو نہ تو اعلیٰ تعلیم کا اثر کلیتًا زائل کر سکتا ہے اور نہ عمر بھر کی جدوجہد اور کوشش مٹا سکتی ہے۔ اس لئے ماؤں کا سب سے بڑا، ملی دینی اور طبعی فرض نوع انسان کی حفاظت اور تربیت ہے نہیں تو ماں نے نہ صرف فرائض مامتا سے بے اعتنائی برتی بلکہ ساری قوم اور پوری انسانیت کے پیٹھ پر ایسا رستا ہوا ناسور چھوڑا جس کا علاج نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ یا پھر یہ کہ اس نوزائیدہ ہی کو تلف کر دیا جائے۔

دوسرا درجہ ماحول کا ہے

ماں کی گود سے نکل کر بچہ کی نگاہ سب سے پہلے اپنے ماحول پر پڑتی ہے۔ یہی وہ جہان ہے۔ جہاں سے بننے بگڑنے کی ارتقائی منازل کی طرف قدم اٹھاتی ہے۔ اس لئے کہ بچپن اور نوعمری کا زمانہ انسانی زندگی میں اس اعتبار سے بے حد اہم ہوتا ہے کہ مقام و ماحول سے متاثر ہونے اور اخذ کرنے کا مادہ اس عمر میں جس شباب پر ہوتا ہے وہ زندگی کے کسی حصہ میں نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ سمجھدار والدین عاقبت اندیشی سے کام لے کر اولاد کی ابتدائی تربیت اور پرداخت میں گہری دلچسپی لیتے ہیں۔ مناسب خوراک، مناسب ماحول، اچھے بچوں کے ساتھ کھیل کود۔ گالی گلوچ اور جھوٹ فریب سے کوسوں دور، غرض وہ صحیح

تربیت کا وہ کون سا باب ہے جس میں وہ اپنا سب کچھ نثار نہیں کر دیتے اثاثہ بھی اور جان بھی جس کا پھل صرف دنیا ہی میں نہیں آخرت میں بھی وہ مزے سے لے کر کھائیں گے۔

تیسرا مرحلہ تعلیم ہے

طلب علم، مکتب کی زندگی، اور زندگی کا وہ ابتدائی دور جس میں بچہ درسگاہ میں قدم رکھتا ہے۔ زندگی کے مختلف مدارج میں سے پہلی منزل ہے اس کا تقدم بلحاظ زمانہ ہی نہیں بلکہ باعتبار اہمیت اور شان کے بھی ہے۔ یہی وہ منزل ہے جو اس بات کا فیصلہ کر دیتی ہے کہ کون منزل مقصود تک پہنچے گا اور کون حرماں نصیب ہوگا بس جو منزل آئندہ زندگی کا فیصلہ کرنے والی ہو اس کے مہتم بالشان ہونے میں کس کو کلام ہو سکتا ہے۔ اس لئے بچہ کے تعلیمی دور کی ابتدا کسی ایسے صاحب نظر سے کرائی جائے جس کی نظر اور توجہ تا حیات بچے کے لئے خضر راہ ثابت ہو۔ بلکہ یہ منزل جس طرح سب سے پہلی منزل ہے اسی طرح یہ سب سے آخری منزل بھی ہے۔ کیونکہ بعد کا کمال اچھی ابتدا پر ہی موقوف ہے ویسے بھی باکمال اور صاحب علم لوگوں کی زندگی میں اول سے آخر تک یہ منزل ختم نہیں ہوتی اہل کمال کو اکثر دیکھا ہے کہ وہ اپنی اس طبعی عمر کے آخری ایام میں بھی اپنے آپ کو طالب علم سمجھتے اور کہتے ہیں۔ بلکہ اکثر کے متعلق سنا اور بعض کو دیکھا بھی، اور جب ان کو روح سکرات کے تلاطم میں تھی تب بھی ان کا دل و دماغ خدمت علم میں مصروف تھا۔ چنانچہ اُطْلُبُ الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَى اللحد

SEEK THE KNOWLDGE FROM KRADL TO GRAVE

اسی امر کی غمازی کرتا ہے۔

تاریخی شواہد

مخلوق میں انبیاء کرام کو جو تفوّق اور علو حاصل ہے وہ ظاہر و باہر ہے اور پھر گروہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم میں سرتاج الانبیاء فخر الرسل جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام سب ہی سے بلند، اعلیٰ اور ارفع ہے۔ آپ پر نزول وحی کی ابتدا بھی اقرأ سے ہوئی۔ حضرت آدمؑ اسی علم کی بنا پر مسجودِ ملائک بنے۔ اور هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون قرآنی شواہد میں سے ایک ہے جو اسی پر دال ہے۔

سب سے آخری بات

تو یہ ہے کہ جب اللہ کی طرف سے بھیجے جانے والے آخری ہادی اور مرشد صلی اللہ علیہ وسلم نے لگاتار اور مسلسل تیرہ سال کا طویل عرصہ اپنے افراد کی تربیت اور تعلیم پر صرف کیا۔ اور پھر اس اثاثہ پر تعمیر قوم شروع کی۔ جس کا قطع نظر ثانی کے ہادی دنیا میں نمایاں اثر یہ ہوا کہ وہ لوگ جو اونٹوں کی گلہ بانی نہ کر سکتے تھے۔ قوموں کی باگیں موڑنے والے بن گئے۔ یہ ایسے حقائق ہیں۔ جن کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں اور جن پر عمل کئے بغیر تعمیر ترقی بے معنی ہے۔

ے بے معجزہ دنیا میں ابھرتی نہیں قومیں
جو ضرب کلیمی نہیں رکھتا وہ ہنر کیا

حبیب الرحمٰن اشرف

خدا کی دین ہے سیرت عبیداللہ انور کی

بیاں ہو کس طرح عظمت عبیداللہ انور کی — ہر اک کے دل میں ہے عزت عبیداللہ انور کی
خوشا قسمت امام الاولیاء کے جانشیں ٹھہرے — بڑھائی حق نے ہے رفعت عبیداللہ انور کی
ترقی کر رہی ہے دن بہ دن جو اپنی جمعیۃ — یقیں جانو، یہ ہے برکت عبیداللہ انور کی
کسی نے آج تک دیکھا نہیں ہے ترشرو اُن کو — خدا کی دین ہے سیرت عبیداللہ انور کی
بہت نزدیک رہ کر پالیا یہ راز بھی آخر — کہ ہے ممتاز شخصیت عبیداللہ انور کی
خدا کے دین کا سارے جہاں میں بول بالا ہو — خدا پوری کرے حسرت عبیداللہ انور کی
تمنّا ہے کہ ہر دم پاس ہی بیٹھے رہیں اُن کے — سہی جاتی نہیں فرقت عبیداللہ انور کی

فقط ہم ہی نہیں رکھتے انھیں محبوب اے اشرف
ہر اک کے دل میں ہے اُلفت عبیداللہ انور کی

یہ نظم جمعیۃ الطلبہ جامعہ مدنیہ کے سال رواں کے آخری اجلاس میں مولوی محب اللہ صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ الطلبہ جامعہ مدنیہ نے پڑھ کر سنائی

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں درس قرآن

منعقدہ ۲۷ اگست ۱۹۶۷ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

(۷)

تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً اُسی اللہ نے تمہارے لئے سورج کو روشنی بنایا۔ ضِيَاءً ــ روشنی کون دیتا ہے؟ اللہ تعالیٰ ــ وَالْقَمَرَ نُوْرًا ــ اور اسی اللہ تعالیٰ نے چاند کو منوّر فرمایا ــ آج یہ جو ہو رہی ہے تگ و دو چاند کے مسئلے میں۔ قرآن مجید نے چودہ سو سال پہلے فرما دیا تھا ــ ضِيَاءً ــ روشنی کون دیتا ہے؟ سورج ــ نور حاصل کرتا ہے چاند کس سے؟ سورج سے ــ ہماری منطق کی چھوٹی چھوٹی کتابوں میں، ہمارے علمائے اسلام نے درسِ نظامی کا کورس مرتب کیا اور منطق و معقول کی کتابیں لکھیں۔ اُن کتابوں میں دیکھ لیں انہوں نے کیا لکھا ہے؟ نُوْرُ الْقَمَرِ مُسْتَفَادٌ مِّنْ نُّوْرِ الشَّمْسِ ط۔ چاند کا نور، یہ حاصل ہوتا ہے کس سے؟ سورج کے نور سے۔ تو اس لئے چاند میں کمی بیشی ہوتی ہے، جتنا وہ سورج کے مقابل رہتا ہے اُتنے حصے پر اس کی روشنی پڑتی ہے، وہ منور ہوتا ہے ــ

تو اللہ تعالیٰ نے سورج کو بنایا روشنی ــ "روشنی" فرمایا۔ اور چاند کو کیا فرمایا؟ وَالْقَمَرَ نُوْرًا ــ اور چاند منوّر ہے۔ چاند میں نور ہے۔ کس کے نور سے چاند منوّر ہے؟ سورج کے نور سے۔ حقیقی نور سورج میں ہے اور چاند اس کے نور کا اقتباس کرتا ہے۔ جتنا جتنا اس کا حصہ پڑتا ہے اتنا اتنا وہ منور ہوتا ہے، کبھی ہلال ہوتا ہے، کبھی بدر ہوتا ہے کبھی بدر ہوتا ہے۔ پھر اس میں کمی آ جاتی ہے۔ ساتھ ہی اشارہ فرما دیا بابل اور نینوا کے کواکب پرستوں کو کہ تم چاند کو کیسے معبود سمجھتے ہو؟ تم سورج کو کیسے معبود سمجھتے ہو؟ تم کواکب کو کیسے معبود سمجھتے ہو؟ یہ تو میری مخلوق ہیں ــ اور میری مخلوق بھی تمہارے فائدے کے لئے ہیں۔ تم اپنے غلام کو معبود سمجھ رہے ہو؟ اپنے غلام کو آقا سمجھ رہے ہو؟ تم سے بڑا ذلیل تو کوئی اور ہے ہی نہیں، جو اپنے غلام کو آقا سمجھے ــ چنانچہ فرمایا یہ تمہارے خادم ہیں، ملازم ہیں۔ کیا ملازمت کرتے ہیں؟

وَقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ ــ اور اللہ تعالیٰ نے چاند کی منزلیں مقرر کر دیں، سورج کی بھی منزلیں ہیں۔ سورج کی منزل روزانہ ہے۔ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَ رَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ (الرحمٰن ع۱) اللہ تعالیٰ مشرقوں کا بھی رب ہے اور مغربوں کا بھی رب ہے۔ سورج روزانہ اپنا مطلع بھی بدل دیتا ہے اپنا مغرب بھی بدل دیتا ہے لیکن وہ ۳۶۰ دنوں میں جا کر فرق پڑتا ہے اور چاند روزانہ تمہیں بتاتا ہے۔ تمہارے دل کی کیفیت کو روزانہ بتاتا ہے۔ قمری مہینے ــ آج مسلمان کو پتہ ہے قمری مہینے کا؟ پتہ ہی کوئی نہیں۔ بیس سال ہو گئے انگریز کو رخصت ہوئے ابھی تک قمری مہینوں کا کسی کو پتہ نہیں۔ ہمیں مولویوں کو نہیں پتہ آج چاند کی کون سی تاریخ ہے ــ تو آپ بھائیوں کو کیا پتہ ہوگا۔ البتہ ایک آدمی کو چاند کا پتہ ہوتا ہے، جو آدمی ایام بیض کے روزے رکھے۔ اللہ تعالیٰ کے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو خدا کے ساتھ جوڑنے کے کیسے طریقے بتلائے؟ فرمایا۔ دن میں ۵ مرتبہ نماز پڑھ، فرمایا۔ سحری کو جاگ، فرمایا چاشت کی نماز پڑھ، فرمایا اشراق پڑھ اور فرمایا ایام بیض کے روزے رکھ، تین روزے رکھ ہر مہینے میں ۱۳ کو، ۱۴ کو، ۱۵ کو۔ اب ہم میں سے جو بھائی، جو بہن روزے دار ہے، اللہ اس کے روزے کو قبول فرمائے اور مجھے بھی اور آپ کو بھی اللہ تعالیٰ ان روزوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ تلاش میں رہتے ہیں کہ تیرھویں کب ہو گی؟ کیونکہ روزہ رکھنا ہے! تیرھویں تاریخ کا روزہ، چودھویں کا، پندرھویں کا۔ امام الانبیاء فرماتے ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جو آدمی ان تین دنوں کے روزے رکھیں گے ان کو پورے سال کے روزوں کا ثواب ملتا ہے۔ کیونکہ ایک نیکی کے بدلے میں دس نیکیوں کا ثواب۔ ہر مہینے میں تین روزے رکھیں گے تو تیس روزوں کا ثواب مل گیا۔ گیارہ مہینوں میں رکھے تین تین روزے تو گیارہ مہینوں کا ثواب مل گیا اور رمضان کا مہینہ تو ویسے ہی بارھواں مہینہ ہے۔ تو ایام بیض کے روزے رکھنے والے بھائی اور بہنیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک پورے سال کے روزوں کے درحقیقت ثواب کے مستحق ہیں۔

تو فرمایا کہ یہ چاند اور سورج میں نے کیوں بنائے؟ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ۔ اور چاند کی اللہ تعالیٰ کے منزلیں مقرر فرما دیں۔ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ط تاکہ تم جان سکو سالوں کو اور دوسرے حساب کو۔ سالوں کا حساب، مہینوں کی گنتی، مہینوں کی تعداد، چاند چڑھے گا، مہینہ شروع ہے۔ چاند جب ختم ہو جائے گا، مہینہ ختم ہے۔ مسلمان کو آسان حساب بتا دیا۔ لڑنے جھگڑنے کی بات نہیں۔ فرمایا۔ صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ ــ جب روزہ رکھو، چاند دیکھ کر رکھو، جب عید کرو، چاند کو دیکھ کر کرو۔ قصہ ختم۔ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ ــ تاکہ تم جان لو تعداد سالوں کی، تاکہ تم جان لو گنتی مہینوں کی ــ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ (التوبہ ع۳۶) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مہینوں کی گنتی کیا ہے؟ بارہ مہینے۔ اور ہر مہینہ شروع ہوتا ہے چاند سے، ختم ہوتا ہے چاند پر ــ اور فرمایا وَالْحِسَابَ ط اور تمہارے دوسرے جو حساب ہیں

ملازمت کی تنخواہ، اپنے کاروبار کا نظام، یہ سارے کا سارا تم کرو، کس سے؟ چاند کی کمی بیشی سے۔ مسلمانوں کے لیے قمری مہینوں پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہے۔

مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ نہیں پیدا کیا اللہ نے ان چیزوں کو، چاند کو، سورج کو، تمہیں اے انسانو! باقی کائنات کو، اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ مگر صحیح صحیح تدبیر کے ساتھ۔ یہاں پر حق کا معنیٰ تدبیر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ویسے ہی نہیں پیدا کر دیا — حق باطل کا مقابل ہے۔ سورتِ آلِ عمران کے آخر میں جو آیتیں ہیں۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ایک رات کو اٹھے (بخاری میں آتا ہے) تو آسمان کی طرف دیکھ کر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آلِ عمران کی آخری آیتیں پڑھیں۔ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ — آسمان کی تخلیق میں اور زمین کی تخلیق میں، چاند اور سورج کی تخلیق میں، ساری کائناتِ ارضی اور سماوی کی تخلیق میں لَاٰيٰتٍ۔ بہت بڑی نشانیاں ہیں لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ عقل مندوں کے لیے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: اسلام کا معاشی نظام

بعدالموت

انسان جب مرجاتا ہے تو یورپ کے قانون میں اکبر الاولاد یعنی سب سے بڑا بیٹا یا بیٹی وارث ہوتے ہیں۔ گویا ایک سانپ خزانے سے ہٹا اور ایک دوسرا اس کی جگہ بیٹھ گیا۔ باقی رشتہ داروں کو صرف گزارہ دیا جاتا ہے ہندو اور منو دھرم شاستر میں صرف لڑکے وارث ہوتے ہیں لڑکیاں وارث نہیں۔ لیکن اسلام نے وراثتی تقسیم کا مکمل نظام مقرر کیا کہ اس میں کل اولاد ذکور و اناث بیویاں، بھائی بہنیں اور چچے بھتیجے سب حسب ترتیب مقرر حق دار ہوتے ہیں۔ جن کی تین قسمیں ہیں۔ ذوالفروض۔ عصبات۔ ذوالارحام وغیرہ۔ ہیں نے اپنی اردو تصنیف شرعی ضابطۂ دیوانی میں اس کو مفصل لکھا ہے اگر مذکورہ ورثاء موجود نہ ہوں۔ تو پھر میت کا کل ترکہ بیت المال میں تمام مسلمانوں کا حق بن جاتا ہے۔ یہ مختصر خاکہ ہے جو ہم نے اسلامی معاشی نظام کے سلسلے میں پیش کیا۔

یورپ اور امریکہ نے آخرت اور دین کو تو چھوڑا صرف روٹی کی تقسیم کا مسئلہ ہاتھ میں لیا لیکن اس تقسیم کا جو نتیجہ ہے وہ ہم نے اس مقالہ میں نقل کیا ہے کہ اقوام متحدہ کی سماجی رپورٹ ہے۔ کہ انسانوں کی نصف آبادی بھوکی اور امراض میں مبتلا ہے قرآن نے اعلان کیا کہ نحن قسمنا بينهم معيشتهم کہ روٹی کی تقسیم ہم نے کی ہے جس کی تفصیل ہم نے ابھی بیان کی۔ اس لئے اسلام نظامِ معاشی کے دَور میں نووی نے شرح مسلم میں تصریح کی ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ مال کے لئے لوگوں کو بلاتے تھے۔ لیکن کوئی نہ آیا۔

تقسیم رزق خدا کا کام تھا۔ جب انسان ناقص نے اس کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ تو نصف دنیا بھوکی ہوگئی اور یہ یقینی بات ہے کہ جو کام کمشنر یا گورنر کے کرنے کا ہو اس کو کوئی چپراسی ہرگز انجام نہیں دے سکتا۔ تو آئین تقسیم رزق جو خدا کا کام ہے۔ اس کو ضعیف انسان جو خدا سے بدرجہا کم اہلیت رکھتا ہے۔ کیسے انجام دے سکے گا۔ یورپ نے جب تقسیم رزق کا مسئلہ ہاتھ میں لیا۔ تو لوگوں کو امید تھی۔ کہ روٹی کی فراوانی ہوگی۔ لیکن ہوا کیا۔ بقول اکبر

۵ تھے فکر میں کیک کے سو روٹی بھی گئی
چاہی تھی بڑی چیز سو چھوٹی بھی گئی
اپنی تو ہوئی وہی مثل اے اکبرؔ!
پتلون کے فکر میں لنگوٹی بھی گئی

بقیہ: ارشاداتِ مجالسِ ذکر

سے راضی یہ اس سے راضی۔

آج کا عنوان ہے:۔

۱۔ جیسے صحتِ جسمانی کبھی بنتی ہے کبھی بگڑتی ہے۔ ایسے ہی صحتِ روحانی کبھی بنتی ہے کبھی بگڑتی ہے۔

۲۔ صحتِ جسمانی بگڑ جائے اگر وہ خود ماہر معالج ہے تو اپنا علاج خود کر لیتا ہے۔ ایسے ہی اگر کوئی تربیت یافتہ ہے تو وہ بھی صحت روحانی بگڑنے سے اپنا علاج خود کر لیتا ہے۔

۳۔ اگر خود ماہر معالج نہ ہو تو صحتِ جسمانی کی بحالی کے لئے کسی اَکے پاس جانا پڑتا ہے اور اس سے علاج کرانا پڑتا ہے۔ ایسے ہی صحتِ روحانی کے لیے کسی اللہ والے کی صحبت میں جانا پڑتا ہے اور اس سے اصلاح کرانی پڑتی ہے۔

صحتِ جسمانی بگڑتی ہے بدپرہیزی سے۔ اسی طرح صحتِ روحانی بگڑتی ہے حرام خوری اور صحبتِ بد سے۔ حرام خوری کا بھی اثر ہے۔ لیکن اس کے علاوہ صحبتِ بد سے بھی صحتِ روحانی بگڑ جاتی ہے جیسے اللہ والے ہوتے ہیں انہیں دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے۔ ایسے ہی بعض خبیث اور مردود ہوتے ہیں جن کے دیکھنے سے خدا بھی بھول جاتا ہے یا کسی خوبصورت پر نظر پڑ گئی، جذبات میں ہیجان پیدا ہوا۔ تو خدا روٹھ جاتا ہے اور کنکشن توڑ لیتا ہے کہ ہم سے بھی یاری اور غیروں سے بھی لگاؤ۔

کمالاتِ محمدیہ منتقل ہوتے آ رہے ہیں صرف کمالِ نبوت ختم ہوا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ گناہ کی بُو آ جاتی ہے۔ اپنی جماعت میں ایسے آدمی ہیں جنہیں گناہوں کی بُو آتی ہے۔ میں ان کے نام نہیں بتاتا۔

تربیت یافتہ ہوگا تو وہ سمجھ لے گا کہ یہ زد کہاں سے پڑی کوئی بدپرہیزی ہوگئی ہے۔ اس لئے استغفار کرے گا۔ اور اپنا تعلق درست کرے گا۔ تربیت یافتہ نہیں تو اسے کسی باکمال سے حال بیان کرنا پڑے گا۔ اور جو کچھ وہ بتائے اس پر عمل کرنا پڑے گا۔ تب صحت درست ہو گی۔ اللہ والوں کی صحبت میں مدتِ مدیدہ تک رہنا پڑتا ہے تب رنگ چڑھتا ہے۔ رنگ قرآن ہے، رنگ فروش علمائے کرام ہیں، رنگ ساز صوفیائے عظام ہیں۔ میں نے اپنے دونوں مربیوں سے کبھی ایک سبق بھی نہیں پڑھا لیکن ان کی صحبت سے وہ موتی پائے جو بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ہوتے۔

بقیہ : مجلسِ ذکر

فلاں شہرت کے لئے کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ہیں وہ سب جانتے ہیں وَاللّٰہُ یَعۡلَمُ الۡمُفۡسِدَ مِنَ الۡمُصۡلِحِ ط (پ ۲ س البقرہ ع ۲۷-آیت ۲۲۰) اللہ خوب جانتے ہیں سچے اور کھوٹے کو، جھوٹے کو اور حق پرست کو، عبادت گذار کو اور ریاکار کو۔ اور ریاکاری کے لئے کوئی کرتا ہے تو یہ شرک اصغر ہے۔ جیسے شرک معاف نہیں ہوگا، یہ بھی ناقابلِ معافی جرم ہے۔ اسی لئے ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ عموماً دن کو ذکرِ خفی کا حکم دیا کرتے تھے۔ اور رات کو ذکرِ جلی کا۔ جیسے کہ ظہر عصر کی نمازیں خفی ہیں، سرّی ہیں، مغرب، فجر، عشاء کی نمازیں جہری ہیں۔ اس وقت دنیا پڑی سو رہی ہو گی۔ عشاء کے بعد سے لے کر فجر تک، اُس وقت آپ بلند ذکر کرتے ہیں، جہری ذکر کرتے ہیں تن تنہا، انشاء اللہ ریاء الناس سے بچ جائیں گے، شرک اصغر سے بچ جائیں گے۔ دن کو بھی اگر تنہائی نصیب ہو جائے تب بھی ٹھیک ہے لیکن کوئی اگر اتنا پکا ہے تو یقیناً دن کے وقت بھی بلند آواز سے ذکر کرے کوئی حرج نہیں۔ اپنے نفس کو خود جانتے ہیں، اپنے پیٹ کو آپ خود سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو آپ کی ہر نیکی اور برائی سے واقف ہے۔ دنیا میں ہر کسی کو دھوکا دیا جا سکتا ہے لیکن خدا کی ذات کو دھوکا نہیں دیا جا سکتا۔ خدا علیم بذات الصدور ہے۔

خاتمہ بالایمان کی دعا کرتے رہنا چاہیئے

پھر دنیا میں ہر کسی کی سزا سے بچ سکتا ہے۔ خدا کے عذاب اور سزا سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں جو بچا سکے۔ میں کہا کرتا ہوں، یہاں پر آپ ایک جرم کرتے ہیں، آپ روس میں پناہ لے سکتے ہیں، امریکہ میں لوگ زیادتیاں کرتے ہیں، روس میں آ جاتے ہیں، روس میں زیادتیاں کرتے ہیں، امریکہ میں آ جاتے ہیں۔ سٹالین کی بیٹی سوتیلانہ آج کل امریکہ میں پناہ گزین ہے۔ لوگ کہیں جرم کرتے ہیں لندن میں جا کے سیاسی پناہ لے لیتے ہیں۔ اسی لئے میں کہتا ہوں یہاں سے تو جرم کر کے آپ بھاگ سکتے ہیں لیکن خدا کی مملکت اور خدائی سے کہاں بھاگ جائیں گے؟ نہ موت بچا سکتی ہے نہ صحت، نہ تندرستی، نہ بھاگ دوڑ۔ اس لئے وہاں تو اپنا عمل ہی ہے، اللہ کا فضل ہی ہے اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شفاعت ہی ہے جو نجات کا سامان ہے۔ شفاعت بھی ایمان پر موقوف ہے اس لئے دعا یہ ہی کرنی چاہیئے، کہ اللہ تعالیٰ ایمان پر زندگی گذارنے کی توفیق دے اور ایمان پر ہی خاتمہ نصیب فرمائے۔ خدا نخواستہ ہزاروں ذکر اذکار، ہزاروں نیکیاں، ہزاروں علم دین ہو لیکن اگر خاتمہ کفر پر ہے تو پھر کوئی بھی شفاعت کام نہیں آئے گی کیونکہ شفاعت مومن کے لئے ہے، کفار و مشرکین کے لئے نہیں۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ گنہگار مسلمان بھی جنت کا وارث ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں۔ مَنۡ قَالَ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَدَخَلَ الۡجَنَّۃَ ط جس نے صدق دل سے کلمہ پڑھ لیا اور اسی پر موت بھی نصیب ہوگئی بالآخر جنت میں ضرور بالضرور چلا جائیگا چاہے گناہوں کی پاداش میں جہنم میں چلا بھی جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرما کر ضرور جہنم سے نکال لیں گے۔ اسی لئے ہم گنہگار مسلمانوں کو کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس قدر محبت ہے، آپؐ کی شفاعت پر اعتماد ہے، میں کہتا ہوں وہ ہمارے لئے سب سے بڑا نجات کا سامان اور سب سے بڑا توشۂ آخرت ہے۔

انسان اپنے عمل سے پہچانا جاتا ہے

اصلی اور سچے ایمان کی دلیل دنیا میں تو یہی ہے کہ انسان عمل کر کے دکھائے، درخت اپنے پھل سے اور انسان اپنے عمل سے پہچانا جاتا ہے۔ ویسے باطن کا حال اللہ بہتر جانتا ہے ہم نے ظاہر پر حکم لگانا ہے اگر نماز روزے کا پابند ہے، اگر ایمان پر اس کا یقین ہے، خدا پر، خدا کے رسولوں پر، تو انشاء اللہ جنت کا وارث ہے اس اعتبار سے میں کہہ رہا ہوں کہ اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ط جن کو اللہ نے عقائد درست رکھنے کی، نظریات اسلام کے عین مطابق رکھنے کی توفیق عطا فرمائی ہے، اس کے بعد عمل کی توفیق سے بھی نوازا ہے اور اسی کی نشر و اشاعت میں دامے، درہمے، قدمے، سخنے حصہ لیتے ہیں۔ عالم ہے تو مسائل بتاتا ہے، تبلیغ کرتا ہے، نصیحت کرتا ہے، علم پڑھاتا ہے۔ عالم نہیں، اللہ نے دولت دی ہے۔ تبلیغ اسلام کے لئے دولت کو خرچ کرتا ہے، ذاتی وجاہت اللہ نے دی ہے۔ وہ اس میں خرچ کرتا ہے، اللہ نے صحت و تندرستی دی ہے تو دین اسلام کی تبلیغ کے لئے جو بھی اس سے بن پڑتا ہے اس میں سے کچھ نہ کچھ حصہ ضرور خرچ کرتا ہے۔ صحت کا بھی، دولت کا بھی، تندرستی کا بھی، لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ط (پ ۴ س آل عمران ع ۱۰-آیت ۹۲) جب تک اپنی محبوب اور پسندیدہ چیز میں سے راہِ خدا میں خرچ نہ کرو، اللہ کی رضا کو اور اس درجۂ ایمان کو آپ نہیں پا سکتے۔ مثلاً رات کو نیند بڑی پیاری ہے۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کی صدا پر، فجر کی اذان پر بستر کو چھوڑنا پڑیگا اور عشاء کے لئے نماز پڑھے بغیر نہیں سو سکتے۔ رمضان کے دنوں میں تراویح اور نوافل کی اللہ نے اگر توفیق دی ہے۔ یہ سعادت اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جس کو میسّر آئے۔ اور اگر کوئی روزے سے بے نیاز ہے، تراویح سے بے فکر ہے، قرآن حکیم سے دُور ہے۔ تو ظاہر ہے لاکھ مسلمان بنتا پھرے، ہزار اپنے آپ کو سیّد کہتا پھرے۔ ع

عمل سے زندگی بنتی ہے جنّت بھی جہنم بھی

اپنی اپنی ذمہ داریاں سب کو نبھانی چاہئیں

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارشاد ہے اَلَا کُلُّکُمۡ رَاعٍ وَّکُلُّکُمۡ مَسۡئُوۡلٌ عَنۡ رَّعِیَّتِہٖ۔ خبردار! ہر ایک تم میں سے ذمے دار ہے اپنی رعیت کا اور ہر شخص ان کی طرف سے جوابدہ اور مسئول ہے۔ ایک صدرِ مملکت ساری مملکت کا جوابدہ ہے، گورنر سارے صوبے کا، کمشنر اپنی حدود کمشنری کا جوابدہ ہے، ایک

بڑا عالم ساری مملکت کی طرف سے بازپرس کا ذمہ دار ہے۔ لیکن ایک ادنیٰ مسلمان بیوی بچوں کی طرف سے جواب دہ ہے۔ ایک کارخانہ دار ہے پانچ سو ملازم اس کے کارخانہ میں کام کرتے ہیں وہ پانچسو کے ایمان کا ذمے دار ہے۔ ایک صدرِ جمہوریہ کل مسلمانوں کے ایمان کا محافظ ہے۔ اب اگر یہ اپنا فریضہ انجام نہیں دیتا تو وہ اپنا پورا حق ادا نہیں کر رہا۔ یعنی مملکت پر صرف ہماری عزت آبرو ہی کی حفاظت نہیں، جان و مال ہی کی حفاظت نہیں، سب سے پہلے ہمارے ایمان کی حفاظت اور دفاع ہے۔ اگر اس پر کوئی ڈاکہ ڈالتا ہے، کوئی مرتد بناتا ہے، تو ارتداد کی سزا قتل ہے۔ اسلام میں زور زبردستی نہیں لَآ اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ قف (پ ۳ س البقرہ ع ۳۴۔ آیت ۲۵۶) مگر اسلام لانے کے بعد پھر کفر کے لئے بھی کوئی گنجائش باقی نہیں۔

قیامت میں بازپرس ہو گی

اسلام تو اپنی حکومت بنا کے زندہ رہتا ہے۔ اسلام صحیح معنیٰ میں غلامی میں رائج ہی نہیں ہو سکتا۔ اسلام آزادی کا خواہاں ہے۔ چونکہ وہ ایک دستور رکھتا ہے، ایک قانون رکھتا ہے، دستور و قانون مملکت ہی کا ہو سکتا ہے تو مملکت جہاں اسلام کی ہو وہیں رائج ہو گا۔ انگریز کی مملکت میں انگریز کا قانون ہو گا، خدا کا قانون رائج نہیں ہو سکتا۔ اس لئے غلامی میں مسلمان سچا مسلمان رہتا ہی نہیں۔ اس کو حکم ہے کہ یا اس حکومت کو بدل کے مسلمان حکومت قائم کرے یا ہجرت کر کے ایمان بچاتے لیکن اگر ان دونو کا چارہ نہیں تو پھر جتنی توفیق ہے اتنا عمل کرے۔ وہ زمانہ لد گیا، اب آپ کا زمانہ ہے اللہ نے آپ کو مملکت دی ہے، بازپرس ہو گی کہ اللہ کا قانون کیوں نافذ نہ کیا؟ اللہ کے دین کو کیوں غلبہ نہ دلایا؟ اس راستے میں ذرا سی آپ کی کوشش کارآمد ہو سکتی ہے۔ آپ ووٹ ایمانداروں کو دیں، دینداروں کو دیں، اپنے آزمودہ کاروں کو دیں، یہ میں نہیں کہتا کہ ضرور آپ مولویوں کو دیں۔ حق تو یہ ہی ہے کہ کہ ایک سچا اللہ کا بندہ جو بظاہر عالم کہلاتا ہو یا نہ کہلاتا ہو، اگر دین پر ایمان رکھتا ہے، عمل اس کا بے داغ ہے، کردار اس کا بے داغ ہے، اس کا ماضی آپ کے سامنے ہے، حال آپ کے سامنے ہے تو پھر آپ دھوکا کیوں کھاتے ہیں؟ مسلمان کو کم از کم ایک بل سے دو دفعہ نہیں ڈسا جانا چاہیئے۔ اس لئے مسلمان کو پہچان کر کے، کھوٹے کھرے کی تمیز کر کے، دوست دشمن کو جان کر کے اپنا نمائندہ بنانا چاہیئے اور اگر یہ نہیں کریں گے تو قیامت کے دن بازپرس ہو گی کہ آپ نے قوم کو ووٹ دیا، برادری کو ووٹ دیا، دھونس اور پیسے یا کسی اور لالچ میں ووٹ دیا تو قیامت کے دن بازپرس ہو گی۔ ایسے ہی جیسے کہ آپ سے اپنی ذات کی بازپرس ہو گی، اپنی اولاد کی بازپُرس ہو گی، روپے پیسے کی بازپرس ہو گی کہ جائز اور حلال تھا یا حرام تھا؟ جائز خرچ کیا یا ناجائز خرچ کیا؟ وقت اللہ نے دیا، کہاں خرچ کیا؟ دولت اللہ نے دی، کہاں خرچ کی؟ لہٰذا ان تمام سوالات کی جوابدہی کے لئے آپ کو تیار رہنا چاہیے اس پر میری آپ کی نجات موقوف ہے۔

اکبر الہ آبادی سے حضرتؒ اور حضرت امروٹیؒ کی ملاقات

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو میں اکبر مرحوم کا ایک شعر سنایا کرتا تھا۔ اکبر کو ہمارے سارے بزرگ بہت پیار کرتے تھے اور تھا بھی اللہ کا نیک بندہ۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ میرے شیخ حضرت امروٹیؒ رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ لکھنؤ تشریف لے گئے۔ لاہور کے نمائندے حضرتؒ اور مولانا ظفر علی خان، سندھ کے نمائندے حضرت مولانا تاج محمودؒ (حضرتؒ کے شیخ) اور دوسرے کوئی اور تھے۔ وہاں ہر شہر کے مسلمان پہنچے ہوئے تھے۔ لیگ اور کانگریس کے اتحاد کا پرانا کوئی معاملہ تھا۔ تو حضرتؒ فرمانے لگے کہ اس سے فارغ ہو کر کے حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اکبر کا کلام پڑھتے ہیں تو چلو اس کی شکل ہی دیکھ آئیں۔ ملاقات کرنے گئے، اس وقت اکبر کے پاس مولانا ظفر علی خان تشریف فرما تھے۔ اکبر اندر سے تشریف لائے، نہایت سادہ شکل و شباہت، بالکل بڑھاپے کا زمانہ تھا۔ مولانا ظفر علی خاں نے پوچھا اکبر سے کہ کیا حال ہے؟ انہوں نے فرمایا "مولانا! بس اب تو عمر کا آخری وقت ہے، جی یہی چاہتا ہے کہ گوشۂ تنہائی ہو اور یادِ الٰہی ہو" حضرتؒ فرمانے لگے ہمارے شیخ حضرت امروٹیؒ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "آؤ بیٹا! چلیں جو دیکھنا تھا دیکھ لیا" انہوں نے ایک جملہ سن کر کہا کہ بالکل ٹھیک ہے جو زبان سے کہتا ہے عمل بھی اسی کے مطابق ہے۔ یہ صرف شاعری نہیں کرتا۔ اسلام کی نمائندگی کرتا ہے۔ بلکہ اس کا چہرہ مہرہ ہی اور اس کا کردار ہی بتاتا ہے کہ "جی چاہتا ہے گوشۂ تنہائی ہو اور یادِ الٰہی ہو" حضرتؒ نے فرمایا کہ دیگ کا ایک چاول دیکھ کر پکانے والا حکم لگا دیتا ہے کہ ساری دیگ ٹھیک پک گئی ہے۔ اور اگر کچا چاول ہو تو بتا دیتا ہے کہ ساری دیگ میں ابھی کمی ہے، کنی باقی ہے۔ اسی طرح حضرت امروٹیؒ نے اس کا ایک جملہ سنا اور فرمایا کہ بالکل ٹھیک ہے۔ اس کا ظاہر و باطن ایک جیسا ہے۔ اس کا ایک شعر میں اکثر نقل کرتا رہتا ہوں۔ حضرتؒ کو سنایا کرتا تھا بڑے خوش ہوتے تھے ؎

سب کو یہ مُسلّم ہے کہ معبود وہی ہے
کم ہیں جو سمجھتے ہیں کہ مقصود وہی ہے

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے یہ شعر تصوّف کا نچوڑ ہے۔ مقصود بالذات اللہ تعالیٰ کو بنا لو۔ اللہ کی رضا مطلوب ہو گی تو انشاءاللہ اللہ کے رسول کی رضا مطلوب ہو گی وجہ یہ ہے کہ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ دونوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے — توحید اور رسالت ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے جیسے کہ ناخن اور گوشت جدا نہیں ہو سکتے۔

اتباعِ نبویؐ

یہی اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (پ ۳ س آل عمران ع ۴ آیت ۳۱) اگر تم اللہ کی رضا چاہتے ہو تو میری اتّباع کرو۔ اب اتباعِ رسول اللہ نماز میں بھی ہے، روزے میں بھی ہے، حج میں بھی ہے، زکوٰۃ میں بھی ہے، جہاد میں بھی ہے، نشست و برخاست میں بھی، نکاح و طلاق میں بھی، اولاد کی تربیت اور تعلیم میں بھی، ان کی موت میں بھی — اب کہنے کو تو چند لفظوں میں میں نے ساری بات

کہہ وہی عمل کرتے وقت پتہ لگ جاتا ہے کہ ساری زندگی ستر سال کی یا اسّی سال کی آپ اس کے مطابق گذاریں گے تب جا کے صحیح معنوں میں تَطَابِقُ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ جوتے سے جس طرح جوتا ملا ہوتا ہے۔ آپ کا عمل اسوۂ نبی کے مطابق ہوگا۔ باقی جو کمی ہوگی وہ اللہ تعالیٰ معاف کریں گے ؎

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حسابِ کم و بیش را

دُعا
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کا خاتمہ با ایمان فرمائے اور جب تک زندہ رکھے اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ: کیمیائے سعادت

خدا سن رہا ہے۔ بس ایمان کی یہ قوت انسان کو گناہوں سے باز رکھے گی اور وہ تزکیۂ نفس، مکارم اخلاق اور اعمال صالحہ کی زندہ تصویر بن جائے گا۔

فخر نہ کرو کہ تم روزہ رکھ کر فرض سے سبکدوش ہوگئے جب تک کہ تم جھوٹ سے پرہیز نہ کرو، مت خیال کرو کہ صبح سے شام تک بھوکا رہنے سے اسلام کا مقصد پورا ہوگیا جب تک کہ تم اپنے بھائی کی، اپنے پڑوسی کی اور ایک انسان کی دلآزاری سے باز نہ آجاؤ۔ غلط ہے یہ خیال کہ تم نے روزہ رکھ لیا اور کامیاب ہوگئے جب تک کہ تم بنی نوع انسان کی ہمدردی، غمخواری اور دستگیری کو اپنی زندگی کا نصب العین نہ بنا لو۔ یہ مت سوچو کہ روزہ رکھنے سے تمہارا مقصد پورا ہوگیا۔ روزہ مقصد نہیں ہے، مقصد کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور روزہ ختم ہونے کے بعد اصل مقصد شروع ہوتا ہے کہ تم نے دل کی پاکیزگی کہاں تک حاصل کی، تمہارے قلب کس حد تک انقلاب پیدا ہوا، تمہاری روح میں نیکی اور حسن عمل کی تڑپ کس مقدار میں پیدا ہوئی اور بدیوں سے تمہیں کہاں تک نجات ملی! روزہ رکھو اور قلب کو ٹٹولو، روزہ کھولو اور اپنے خیالات اور اعمال کا جائزہ لو، اگر تم نے دیکھا کہ تمہاری کایا پلٹ ہوگئی تو تم مبارک، تمہارے روزے مبارک، اگر ایسا نہیں ہے تو افسوس صد افسوس کہ بھوکے پیاسے بھی رہے اور متاعِ گمشدہ بھی ہاتھ نہ آئی۔

روزے کے امتیازی نقوش

ہادی عالم رحمت کونین سردار الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ :-

من لم یدع قول الزور فلیس للہ حاجۃ ان یدع طعامہ وشرابہ

جو شخص جھوٹ سے باز نہ آیا تو خدا تعالیٰ کو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی کوئی پروا نہیں ہے۔

رواجی نماز، رواجی روزہ، رواجی اسلام! ہر آفت کی ایک آفت اور ہر مصیبت کی ایک مصیبت ہے! نماز پڑھتے ہیں اور یہ نماز ہم کو برائیوں سے نہیں بچاتی، کیوں؟ اس لئے ہماری نماز محض رواجی ہے۔ ہم روزہ رکھتے ہیں اور یہ روزہ ہمارے اندر تقویٰ کی روح پیدا نہیں کرتا اور زندگی کے امتیازی نقوش روزہ دار اور روزہ خور میں کوئی حد فاصل قائم نہیں کرتے، کیوں؟ اس لئے کہ ہمارا روزہ حقیقی نہیں ہے محض رواجی اور رسمی ہے۔ تم کہو گے کہ حقیقی روزہ کیا ہے؟ اے نادان اپنے دل سے پوچھ کہ سینماؤں میں روزہ کشائی ہوتی ہے، روزہ کی حالت میں عدالتوں میں جھوٹ بولا جا رہا ہے، عین رمضان کی روشنی میں کونسی بازی ہے جسکا ارتکاب نہیں کیا جاتا؟ روزہ کی حالت میں تم کتنے خطا کاروں کو معاف کرتے ہو؟ پھر کس منہ سے کہتے ہو کہ اے خدا ہماری خطاؤں کو معاف کر دے! کونسا گناہ ہے جو ماہ مبارک کے خیال سے ترک کیا جاتا ہے؟ رمضان آتا ہے اور چلا جاتا ہے غیر مسلم آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے نظام حیات پر اس کا کیا اثر ہوا۔ مگر انہیں کچھ نظر نہیں آتا۔ تم کس طرح یقین دلا سکتے ہو کہ تم رمضان کی بھٹی سے نکل کر کندن بنے ہو اور تمہیں مکارم اخلاق اور حسنِ عمل کی کوئی دولت ملی ہے؟

آ — اے ماہ مبارک

اے ماہِ مبارک آ اور ہمیں ہمارا حقیقی فرض یاد دلا! ہمارے سروں پر سایہ فگن ہو اور ہم پر موت وارد کر کے ہمیں نئی اور پاک زندگی عطا فرما، ہمارے قلب کو منور کر اور ہماری متاعِ حیات کو ہمیں واپس دے دے۔ یہ جنگ ہے، یہ فساد ہے، یہ بد امنی ہے، یہ قحط اور بیماریاں ہیں، ہمیں ان سے نجات دلا۔ انسان کو انسان بنا، مسلمان کو حقیقی اسلام سے روشناس کر! تیرے دامن میں رحمتوں کے دریا موجزن ہیں، ایک چھینٹا ادھر بھی پھینک دے تو سب کے لئے رحمت و مغفرت ہے۔ لیکن وائے مسلمان! وہ دامن پھیلانا نہیں چاہتا، وہ تو یہ چاہتا ہے کہ تو بھی رہے اور سینماؤں کی حاضری بھی ہوتی رہے، اے رمضان! اے خدا کی رحمتوں کے مہینے تیرا فیض عام ہے مگر اہل ایمان نے اپنی صلاحیت کھو دی۔ تو تو رحمتوں کی بارشیں کر کے چلا جائے گا لیکن بنجر زمین تیری تاثیر سے محروم رہ جائے گی! مبارک ہے وہ دل جو دل سے تیرا استقبال کرے اور اعمال سے اس کا ثبوت دے اور برباد ہے وہ دل جس میں تیری کشش نہ ہو اور جسے تیری قیام گاہ بننے کی سعادت حاصل نہ ہو!

(فاران قلبیط)

بقیہ : امام ولی اللہ دہلویؒ

معاشرتی، معاشی، سیاسی، اخلاقی اور روحانی زندگی پر حکیمانہ تبصرہ۔ (دو جلدیں)

۸۔ خیر کثیر۔ فلسفۂ کائنات — خدا، انسان اور کائنات کے باہمی ربط پر حکیمانہ بحث۔

۹۔ تفہیمات الٰہیہ — تصوف کے متعلق مختلف الہامی افکار کا مجموعہ (۲ جلدیں)

۱۰۔ تاویل الاحادیث — سلسلۂ انبیاء اور اقوامِ سابقہ کی نفسی تاریخ (PSYCHOLOGICAL HISTORY) اور اس کا فلسفہ۔

۱۱۔ ازالۃ الخفا — اسلامی تاریخ کے نمونے کے دور۔ خلافت راشدہ کی تاریخ اور اس کا فلسفہ۔ قانون سازی اور شوراوی حکومت کا مکمل نقشہ۔

۱۲۔ ہمعات — تصوف کی تاریخ اور اس کا فلسفہ۔

۱۳۔ سطعات — تجلیاتِ الٰہیہ اور کائنات میں تدبیر الٰہی کا بیان۔

۱۴۔ الطاف القدس — فلسفہ نفسیاتِ انسانیہ اور تصوّف کے اصول کی تشریح۔

۱۵۔ الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ — صوفیاء کے "طریقوں" کی تفصیل۔

۱۶۔ القول الجمیل — تصوّف کے اوراد اور اشغال کا بیان۔

۱۷۔ انفاس العارفین — اپنے بزرگوں کے حالات۔

۱۸۔ فیوض الحرمین — حرمین الشریفین میں جو روحانی فیوض حاصل ہوئے ان کا بیان۔ (باقی آئندہ)

اپیل

محترم المقام برادران اسلام زید کرمکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

یہ مدرسہ دار العلوم مجددیہ واقع قصبہ مانکی تحصیل صوابی ضلع مردان مخلص حضرات کا مدرسہ ہے قرآن پاک کی اچھی خدمت ہو رہی ہے اس کا سنگ بنیاد خانقاہ سراجیہ مجددیہ کندیاں شریف کے سجادہ نشین حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے اپنے دست مبارک سے رکھا تھا۔ اب اس کے لئے بفضلہ تعالیٰ بارہ کنال اراضی بھی حاصل کرلی گئی ہے اس کے سرپرست حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب مدظلہ ہری پوری خلیفہ حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب قدس سرہٗ ہیں۔

آپ حضرات سے اور خاصکر آپ سے جتنی امداد اس مدرسہ کے سلسلہ میں کی جاسکتی ہے یا آپ کرائیں گے وہ واقعی صحیح دینی خدمت ہوگی۔ فقط

احقر غلام غوث ہزاروی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان بقلم خود۔ ۷ شعبان ۱۳۸۸ھ مطابق ۳۰ اکتوبر

(بچوں کا صفحہ)

قرض جو ادا ہو گیا

مدینہ کی ایک گرم دوپہر میں قبولِ حق کا دلچسپ واقعہ!

محمد امین

زید بن سعنہ ایک مالدار یہودی تھا جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے اور اسلام کی دعوت یہود کے سامنے پیش کی تو آپؐ کی تعلیم نے زید کو پوری طرح متوجہ کر لیا اور وہ خاموشی سے آپؐ کی شخصیت اور آپ کی تعلیمات کا مشاہدہ کرتے رہے۔

جب دعوت حق کے برحق ہونے کا یقین حاصل ہو گیا تو زید بن سعنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شخصی اوصاف اور سیرت کا مطالعہ کرنے لگے۔ آپؐ کی رفتار، گفتار، رہن سہن طور طریق کو دیکھتے رہے اور ہر معاملہ میں اُن کا دل قائل ہوتا چلا گیا۔

ایک روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں زید بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بدو عرب آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے ایک تشویشناک اطلاع دی۔

اس نے کہا کہ مَیں نے اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلایا اور اس نے اسلام قبول کر لیا۔ مَیں نے اُن سے کہا تھا کہ اگر تم نے اسلام قبول کر لیا تو اللہ تعالےٰ تم پر رزق کے دروازے کھول دے گا اور تمہیں مالا مال کر دے گا مگر بدقسمتی سے معاملہ کچھ برعکس ہی ہوا اور میری قوم سخت قحط میں مبتلا ہو گئی اب اگر ان کی مدد نہ کی گئی تو خطرہ ہے وہ اسلام سے برگشتہ ہو جائے گی۔

معاملہ بڑا اہم اور فوری توجہ طلب تھا۔ مگر مدینہ میں خود مسلمان بڑے سخت اقتصادی بحران سے گذر رہے تھے۔ مہاجر روزگار سے لگے نہیں تھے۔ فقر و فاقہ کی زندگی نے گھیر رکھا تھا۔ اس وقت جب کہ اسلامی جماعت میں ایک ایک فرد کی شمولیت بڑی قدر و قیمت رکھتی تھی۔ پھر اتنا بڑا نقصان کیسے برداشت کیا جاتا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کی طرف دیکھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ فی الوقت کچھ موجود نہیں ہے۔ آپؐ خاموش ہو گئے اور جو لوگ حاضر تھے وہ بھی بڑی تشویش میں مبتلا ہو گئے۔ عین اس وقت زید بن سعنہ نے پیش کش کی کہ مجھ سے اسّی ۸۰ مثقال سونا قرض لے لیجئے اور مقررہ وقت پر اس کے عوض کھجوریں دے دیجئے۔ یہ بڑی بروقت مدد تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منظور فرما لیا اور زید سے سونا لے کر بدو عرب کے حوالے کر دیا۔

جب مقررہ میعاد میں دو تین روز باقی رہ گئے تو زید اپنے قرض کی یاد دہانی کے لئے عین اُس وقت پہنچا جب آپؐ نمازِ جنازہ پڑھا کر اپنے رفقاء کے ساتھ ایک دیوار کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ دھوپ بڑی سخت تھی، وہ دوپہر سخت بھی تھی اور غم انگیز بھی۔ لوگ گرمی کی شدت سے پریشان ہو رہے تھے۔ زید نے آپؐ کی چادر کا دامن پکڑ کر جھٹکا دیتے ہوئے نہایت ترشروئی سے کہا:

"اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) میرا قرضہ ادا نہیں کرتے؟ خدا کی قسم! میں عبدالمطلب کی اولاد کو خوب جانتا ہوں۔ وہ بڑے نادہندہ ہیں۔"

اس بدتمیزی پر سب کو غصہ آیا۔ حضرت عمرؓ برداشت نہ کر سکے اور زید کو ڈانٹ کر کہا۔

"او خدا کے دشمن! (نعوذ باللہ) کیا بکتا ہے۔ خدا کی قسم مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برہمی کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں تیری گردن اُڑا دیتا۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سختی پر حضرت عمرؓ کو خفگی کی نظر سے دیکھا۔ اور فرمایا:

"اے عمرؓ! ایسے موقع پر تم کو چاہیئے تھا کہ مجھے ادائے قرض کی تلقین کرتے اور زید کو حسنِ مطالبہ کی نصیحت کرتے!"

پھر ہدایت کی کہ جاؤ اور ادائے قرض کا انتظام کرو اور اس تلخ لہجہ کی تلافی میں بیس صاع کھجوریں زیادہ دے دو۔

زید کو نہ قرض واپس لینا تھا اور نہ کھجوروں کی ضرورت تھی اور نہ اُس کے دل پر عمرؓ کی ڈانٹ کا کوئی ملال تھا۔ بلکہ وہ تو عجب طرح کی مسرت محسوس کر رہے تھے۔ یہی وہ حسنِ اخلاق تھا جس کا حوالہ انہوں نے مقدس صحیفوں میں پڑھا تھا۔ وہ جو کچھ پرکھ رہے تھے اس کی اصلیت کھل کر سامنے آ چکی تھی چنانچہ انہوں نے حضرت عمرؓ کو گواہ بنا کر اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا اور نہ صرف اسلام قبول بلکہ اپنا نصف مال بھی مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔

جب وہ اپنی قوم کے پاس لوٹ کر آئے تو وہاں اُن کے اسلام قبول کرنے کی اطلاع پہنچ چکی تھی۔ علمائے یہود نے طنزاً دریافت کیا:

"زید! تم تو قرض وصول کرنے گئے تھے؟"

اس پر انہوں نے بڑے اطمینان سے جواب دیا کہ "قرض چکانے گیا تھا جو میرے ذمہ تھا۔"

یہ تھا آپؐ کا حسنِ اخلاق!

اقوالِ زرّیں

عبدالرحمٰن کوڈداوی۔ کراچی

تجھے عبادت میں اس وقت تک لطف نہ آئے گا جب تک تو اپنے اور خواہشات کے درمیان لوہے کی دیوار کھڑی نہ کر دے۔ (حضرت بشر حافیؒ)

بندے کی نیک بختی کی علامت یہ ہے کہ اس پر خدا اور اس کے رسولؐ کی اطاعت آسان ہو جائے۔

جب تک کوئی شخص چپ رہتا ہے۔ اس کے عیوب لوگوں پر ظاہر نہیں ہوتے۔ (شیخ سعدیؒ)

الٰہی! تو مجھے بخش دے اور اگر میں مستحق دوزخ ہوں تو قیامت کے روز اندھا اٹھانا۔ کہ نیکیوں کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ (شیخ عبدالقادرؒ)

طویل خاموشی کو لازم پکڑو۔ اس سے پرہیزگاری حاصل ہو گی۔ (سفیان ثوریؒ)

اگر انسان نے محبت، خلوص، خدمت اور دیانت کو شمع حیات بنایا ہو تو موت اُسے انوار کا گلدستہ بناتی ہے۔

حضرت شقیق بلخیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے پانچ چیزیں تلاش کیں اور ان کو پانچ جگہ پایا۔

۱۔ روزی کی برکت چاشت کی نماز میں ملی۔
۲۔ قبر کی روشنی تہجد کی نماز میں ملی۔
۳۔ منکر نکیر کے سوال کا جواب قرأت میں پایا۔
۴۔ پل صراط کا سہولت سے پار ہو جانا روزہ اور صدقہ میں پایا۔
۵۔ عرش کا سایہ خلوت میں پایا۔

★

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبیداللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء (۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۶۹/۳۹-۶۷/۲-۲-۹ DD مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۶ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر ۲/۱۱۲G/۴۰-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

نقشہ اوقات سحری و افطاری

رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ — ۱۹۶۸ء

(برائے شہر لاہور و مضافات)

بمطابق سٹینڈرڈ ٹائم مغربی پاکستان

ارشاد باری تعالےٰ:

یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (پ۲-ع۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے ایسے ہی فرض کئے گئے ہیں۔ جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

رمضان المبارک

یوم	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	صبح صادق و اختتام سحری: منٹ	صبح صادق و اختتام سحری: گھنٹہ	افطاری: منٹ	افطاری: گھنٹہ
جمعہ	۲۲ نومبر	یکم رمضان	۱۱	۵	۳	۵
ہفتہ	۲۳ ″	۲ ″	۱۲	۵	۳	۵
اتوار	۲۴ ″	۳ ″	۱۳	۵	۲	۵
پیر	۲۵ ″	۴ ″	۱۴	۵	۲	۵
منگل	۲۶ ″	۵ ″	۱۵	۵	۱	۵
بدھ	۲۷ ″	۶ ″	۱۵	۵	۱	۵
جمعرات	۲۸ ″	۷ ″	۱۶	۵	۱	۵
جمعہ	۲۹ ″	۸ ″	۱۷	۵	۱	۵
ہفتہ	۳۰ ″	۹ ″	۱۸	۵	۱	۵
اتوار	یکم دسمبر	۱۰ ″	۱۹	۵	۰	۵
پیر	۲ ″	۱۱ ″	۱۹	۵	۰	۵
منگل	۳ ″	۱۲ ″	۲۰	۵	۱	۵
بدھ	۴ ″	۱۳ ″	۲۱	۵	۱	۵
جمعرات	۵ ″	۱۴ ″	۲۱	۵	۱	۵
جمعہ	۶ ″	۱۵ ″	۲۲	۵	۱	۵
ہفتہ	۷ ″	۱۶ ″	۲۳	۵	۱	۵
اتوار	۸ ″	۱۷ ″	۲۳	۵	۱	۵
پیر	۹ ″	۱۸ ″	۲۴	۵	۱	۵
منگل	۱۰ ″	۱۹ ″	۲۴	۵	۱	۵
بدھ	۱۱ ″	۲۰ ″	۲۵	۵	۲	۵
جمعرات	۱۲ ″	۲۱ ″	۲۵	۵	۲	۵
جمعہ	۱۳ ″	۲۲ ″	۲۶	۵	۲	۵
ہفتہ	۱۴ ″	۲۳ ″	۲۷	۵	۲	۵
اتوار	۱۵ ″	۲۴ ″	۲۷	۵	۳	۵
پیر	۱۶ ″	۲۵ ″	۲۸	۵	۳	۵
منگل	۱۷ ″	۲۶ ″	۲۹	۵	۳	۵
بدھ	۱۸ ″	۲۷ ″	۳۱	۵	۴	۵
جمعرات	۱۹ ″	۲۸ ″	۳۰	۵	۴	۵
جمعہ	۲۰ ″	۲۹ ″	۳۱	۵	۴	۵
ہفتہ	۲۱ ″	۳۰ ″	۳۱	۵	۴	۵

شوال کے روزے

یوم	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	صبح صادق و اختتام سحری: منٹ	صبح صادق و اختتام سحری: گھنٹہ	افطاری: منٹ	افطاری: گھنٹہ
اتوار	۲۲ دسمبر	یکم شوال	عیدالفطر			
پیر	۲۳	۲	۳۲	۵	۶	۵
منگل	۲۴	۳	۳۳	۵	۷	۵
بدھ	۲۵	۴	۳۳	۵	۷	۵
جمعرات	۲۶	۵	۳۳	۵	۸	۵
جمعہ	۲۷	۶	۳۴	۵	۸	۵
ہفتہ	۲۸	۷	۳۴	۵	۹	۵

روزہ رکھنے کی نیت: وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَیْتُ مِنْ شَہْرِ رَمَضَانَ

ترجمہ: اور میں نے ماہ رمضان کے کل کے روزے کی نیت کی۔

روزہ کھولنے کی نیت: اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ ط

ترجمہ: اے اللہ! میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر بھروسہ کیا اور تیرے رزق پر افطار کیا۔

ضروری ہدایات

لاہور کے علاوہ مغربی پاکستان کے دوسرے شہروں کے اوقاتِ سحری و افطاری کے لئے لاہور کے اوقات میں مندرجہ ذیل منٹ جمع اور منفی کر کے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

۱۔ جمع سے مراد یہ ہے کہ اس خاص مقام کا وقت لاہور کے وقت میں جمع (+) کر دیا جائے۔

۲۔ منفی سے مراد یہ ہے کہ اس خاص مقام کا وقت لاہور کے وقت سے منفی (-) کر دیا جائے۔

نوٹ: جو حضرات ان خاص شہروں میں نہیں رہتے بلکہ ان کے قریب قریب کہیں اور جگہ رہائش رکھتے ہیں تو وہ اپنے علاقہ کے شہر (ضلع وغیرہ) پر ہی عمل کریں کیونکہ زیادہ سے زیادہ ایک دو منٹ کا ہی فرق واقع ہوگا اور ویسے بھی احتیاطاً اصلی وقت سے دو تین منٹ بعد وقت کو شمار کیا جائے تو کوئی حرج نہیں مگر زیادہ تاخیر بالکل نامناسب ہے — حق تعالیٰ اس حقیر خدمت کو قبول فرمائیں۔ میرے اور میرے والدین اور اہل و عیال کے لئے صدقہ جاریہ اور گناہوں کا کفارہ بنائیں آمین ثم آمین۔ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ (اظہر)

مغربی پاکستان کے شہروں کے اوقات کا فرق

نام شہر	فرق از لاہور
ایبٹ آباد	+ ۳ منٹ
بنوں	+ ۱۶ ″
بہاولپور - ورگئی	+ ۱۴ ″
پشاور - کوہاٹ	+ ۱۳ ″
جہلم	+ ۲ ″
جمرود - مظفر نگر	+ ۱۲ ″
جموں	+ ۲ ″
جھنگ صدر - خوشاب	+ ۸ ″
جیکب آباد - لاڑکانہ	+ ۲۴
حیدر آباد سندھ	+ ۲۳
ڈیرہ اسمٰعیل خاں	+ ۱۵ ″
ڈیرہ غازی خاں	+ ۱۴
راولپنڈی، سرگودہا، ساہیوال	+ ۵ ″
سکھر	- ۱۸ ″
سیالکوٹ	- ۲ ″
شیخوپورہ	+ ۱ ″
کراچی، کوئٹہ، بلوچستان	+ ۲۹ ″
کوہ مری - گوجرانوالہ	+ ۴ ″
کیمبل پور	+ ۹ ″
لائل پور	+ ۹ ″
لورالائی	+ ۲۳ ″
مظفر گڑھ	+ ۱۲ ″
ملتان	+ ۱۰ ″
میانوالی - چترال	+ ۱۱ ″
پنڈدادنخاں	+ ۳ ″
پاراچنار	+ ۱۸ ″
ہری پور	+ ۷ ″
شکار پور	- ۱۷ ″
گلگت	+ ۳ ″
لداخ	- ۱۶ ″
میران شاہ	+ ۱۷ ″
گجرات	+ ۲ ″
لیہ	+ ۱۳ ″

مؤلفہ: احقر الانام غلام قادر اظہر ریٹائرڈ ہیڈ ڈرافٹسمین خالد منزل ۲۷۵۶ الف لائن سبحان خاں شیرانوالہ دروازہ لاہور

فیروز سنز لمٹیڈ لاہور میں باہتمام عبیداللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا